لاہور

ہفت روزہ

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

47

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

27 جمادی الاولیٰ تا 4 جمادی الثانی 1445ھ / 12 تا 18 دسمبر 2023ء

جدید جمہوری و دستوری اور بیعت کی بنیاد پر قائم جماعتوں میں فرق

کسی ’’تحریک‘‘ کے لیے صرف بیعت ہی کی قسم کا نظام جماعت مفید ہوتا ہے، ڈھیلی ڈھالی انجمنیں سماجی، تعلیمی اور اصلاحی کاموں کے لیے کفایت کرتی ہیں، اور چار آنے کی ممبری والی جماعت صرف سیاسی مقاصد کے لیے مفید ہوتی ہیں!...... البتہ یہ دوسری بات ہے کہ اس سمع و اطاعت فی المعروف کو ڈکٹیٹر شپ یا آٹو کریسی کے ہم معنی نہ لے لیا جائے، بلکہ اس میں ’’وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ‘‘ اور ’’أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ‘‘ کی روح کو بتمام وکمال ملحوظ رکھا جائے!...... خود میں نے تنظیم کی ستائیس سالہ عمارت کے دور میں صرف ایک بار مجلس شوریٰ کی اکثریت کے خلاف فیصلہ کیا اور وہ بھی جب کہ اکثریت و اقلیت میں کل سولہ اور چودہ آراء کا فرق تھا!...... تاہم یہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ ’’بیعت سمع وطاعت فی المعروف‘‘ کی اساس پر قائم جماعت اور جدید جمہوری اور دستوری جماعتوں کے مابین فرق بہت گہرا ہے، اور ان دونوں میں اشخاص و افراد کی نفسیات سے لے کر، امارت و قیادت کے نصب و عزل اور اظہار اختلاف کے انداز اور ہدف کے مابین زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں میری ایک تحریر ’’تحریک اسلامی کا تنظیمی ڈھانچہ...... یا چناں کن یا چنیں‘‘ اپریل 1996ء کے ’’میثاق‘‘ میں شائع ہوئی تھی جسے دوبارہ جنوری 2023ء کے شمارہ میں شائع کر دیا گیا تھا۔ اس کا بنظر غائر مطالعہ نہایت ضروری ہے!

قصہ مختصر یہ کہ یہ ہے میرے دینی فکر کے اس دوسرے رخ کا وہ خلاصہ جو اس وقت بعض نہایت مخلص رفقاء کی نگاہوں میں مدھم پڑ گیا ہے...... تاہم یہ میرے عمر بھر کے غور و فکر کا حاصل بھی ہے اور میرے اٹھارہ سال کی عمر سے لے کر اب ستر، اکہتر سال کی عمر تک نصف صدی سے زیادہ اس پر عمل پیرا بھی رہا ہوں...... اور جو تنظیم میرے حوالے سے قائم ہوگی وہ اسی اساس پر قائم ہوگی...... اور ان شاء اللہ اسی پر قائم رہے گی!...... گویا بقول اقبال ؎

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
مرے قافلے میں لٹا دے اسے لٹا دے، ٹھکانے لگا دے اسے!

تنظیم اسلامی شمالی امریکہ: ماضی، حال اور مستقبل......
ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

اس شمارے میں

سقوطِ ڈھاکہ کے حادثہ فاجعہ سے پہلے اور بعد

مسئلہ فلسطین اور ہماری دینی ذمہ داریاں

تنظیم اسلامی کی ناظمہ علیا کا رفقاء کے نام ناصحانہ پیغام

حرمتِ مسجدِ اقصیٰ اور اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری

غزہ: قیامِ امن کا قابلِ عمل منصوبہ

یہودی ریاست کی قیمت!

الہدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1063

تمہارے ظاہر اور پوشیدہ اعمال اللہ کے علم میں ہیں

سُورۃُ النَّمل — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 74، 75

وَ اِنَّ رَبَّکَ لَیَعۡلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوۡرُہُمۡ وَ مَا یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۴﴾ وَ مَا مِنۡ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۷۵﴾

آیت ۷۴: ﴿وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعۡلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوۡرُہُمۡ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۴﴾﴾ ’’اور یقیناً آپؐ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں ان کے سینے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے کیا کہتے ہیں اور ان کے دلوں میں کیا جذبات ہیں۔ ان کے دل تو گواہی دے چکے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سچے ہیں اور قرآن بھی برحق ہے‘ لیکن وہ محض حسد‘ تکبّر اور تعصب کے باعث انکار پر اَڑے ہوئے تھے۔ اس حوالے سے ان کی کیفیت فرعون اور قومِ فرعون کی کیفیت سے مشابہ تھی جس کا حال اسی سورت کی آیت ۱۴ میں اس طرح بیان ہوا ہے: ﴿وَجَحَدُوۡا بِہَا وَاسۡتَیۡقَنَتۡہَاۤ اَنۡفُسُہُمۡ ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا ؕ﴾ ’’اور انہوں نے ان (آیاتِ الٰہی) کا انکار کیا ظلم اور تکبّر کے ساتھ جبکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کر لیا تھا‘‘۔ سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۴۶ اور سورۃ الانعام کی آیت ۲۰ میں علماءِ اہل کتاب کی بالکل یہی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے: ﴿اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَہٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَہُمۡ﴾ یعنی وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

آیت ۷۵: ﴿وَمَا مِنۡ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۷۵﴾﴾ ’’اور نہیں ہے کوئی پوشیدہ چیز آسمان اور زمین میں مگر وہ ایک روشن کتاب میں موجود ہے۔‘‘

گویا اللہ تعالیٰ کے علمِ قدیم ہی کو یہاں کتابِ مبین کہا گیا ہے۔

درس حدیث

اُمورِ ایمان

عَنۡ أَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((مَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَلۡیَقُلۡ خَیۡرًا أَوۡ لِیَصۡمُتۡ وَمَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَلَا یُؤۡذِ جَارَہٗ وَمَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَلۡیُکۡرِمۡ ضَیۡفَہٗ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے بھلی بات کرنی چاہیے یا اسے خاموش رہنا چاہیے‘ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے، جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔‘‘

تشریح: اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی نیکی اور خیر کی بات کرے‘ ہمسایوں کا خیال رکھے اور مہمان کی عزت و توقیر کرے‘ یعنی اس کی اچھی مہمان نوازی کرے‘ جب کہ غلط گفتگو‘ بیہودہ گوئی‘ ہمسایوں کو اذیت میں مبتلا رکھنا اور مہمان کی مہمان نوازی میں بخل سے کام لینا ایمان کے منافی ہے۔

ادا ریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سقوطِ ڈھاکہ کے حادثہ فاجعہ سے پہلے اور بعد

پاکستان کی تاریخ میں 16 دسمبر 1971ء جیسا المناک اور شرمناک دن کبھی نہیں آیا اور ہماری دعا ہے کہ تا قیامت کبھی نہ آئے، جب پاکستان دولخت ہوگیا اور اُس کی افواج کو اپنے ازلی اور پیدائشی دشمن بھارت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ لیکن اس اٹل اور ابدی حقیقت سے بھی ہم انکار نہیں کر سکتے کہ فرد، معاشرہ اور قوم کے اعمال کا دعاؤں کی قبولیت اور رد ہونے سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 8 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اُمید ہے (اس کے بعد) تمہارا رب تم پر رحم فرمائے گا اور اگر تم نے پھر وہی (سرکشی کا طرزِ عمل اختیار) کیا تو ہم بھی وہی (عذاب دوبارہ) کریں گے اور ہم نے دوزخ کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا دیا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے اور حکم نامے کے پس منظر میں آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ 1971ء کے اس سانحہ فاجعہ سے پہلے فرد، معاشرہ اور قوم بحیثیت مجموعی جس روش پر قائم تھی اب اُس میں کچھ بہتری آئی ہے، صورتِ حال برقرار رہی یا بدتر ہوگئی ہے۔

3 جون 1947ء کو جب کانگرس نے بادلِ نخواستہ اور حالات کے جبر کے تحت مسلم لیگ کا مطالبہ پاکستان تسلیم کیا تو ساتھ ساتھ مسلمانوں کی حوصلہ شکنی بھی شروع کر دی۔ مثلاً پاکستان ایک الگ ریاست کی حیثیت سے چند ماہ بھی نہ نکال سکے گا اور دوبارہ بھارت کے پاؤں میں گر جائے گا یعنی یہ تو پانی کے بلبلے کی مانند ہوگا اور جلد ہی خود بخود پھٹ جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ پھر تقسیم کے موقع پر جو خونریزی کی گئی، اُس کی بھی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو مسلمان کے حوالے سے اُن کے دل و دماغ میں جو زہر بھرا ہوا تھا، وہ بھرپور طور پر سامنے آ رہا تھا، دوسرا اُن کی خواہش تھی کہ مہاجرین کا اتنا بوجھ پاکستان پر ڈال دیا جائے کہ نوزائیدہ ریاست کی معیشت اس میں دب کر دم توڑ جائے۔ لیکن آغاز میں اُس وقت کی سیاسی قیادت میں چند ایسے افراد جن کے ہاتھوں میں عنانِ حکومت آئی، وہ باصلاحیت تھے۔ اُنہیں ملکی مفاد بھی عزیز تھا اور رموزِ مملکت کو بھی سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے نوزائیدہ ریاست کو کھڑا کرنے کے لیے بے مثل جدوجہد اور محنت کی۔ ایک راوی کے مطابق کاغذات کو جوڑنے کے لیے پن نہیں تھیں تو دفاتر میں لوگ دور دراز علاقوں سے کانٹے چن کر لاتے تھے تاکہ کانٹوں سے کاغذات کو جوڑ کر رکھا جا سکے۔ نتیجہ کیا نکلا کہ بھارت کی شرانگیزیوں اور مہاجرین کے سیلاب کے باوجود پہلے چار سال پاکستان ایسا بجٹ بنانے میں کامیاب رہا جس میں کسی کی مدد شامل نہ تھی۔ پھر بھی بلا خسارہ بجٹ پیش کیا گیا۔ اُدھر 1949ء میں یعنی دو سال کے بعد نظریاتی سطح پر پارلیمنٹ نے قراردادِ مقاصد منظور کر لی۔

1951ء میں تمام مکاتبِ فکر کے اکتیس (31) علماء ایسے 22 نکات پر متفق ہوگئے جن کی بنیاد پر اسلام کا نفاذ ریاست پاکستان میں متفقہ طور پر ہوسکتا تھا۔ ہم بڑے تیقن سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ چار سال

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

27 جمادی الاولیٰ تا 4 جمادی الثانی 1445ھ جلد 32
12 تا 18 دسمبر 2023ء شمارہ 47

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

پاکستان کا سنہری دور تھا جب پاکستان صحیح معنوں میں ایک آزاد ملک تھا۔ 11 ستمبر 1948ء کو قائداعظم وفات پا گئے۔ 16 اکتوبر 1951ء کو لیاقت علی خان شہید ہو گئے اور سردار عبدالرب نشتر جیسی عظیم شخصیت بھی اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئی۔ اب وہ لوگ حکومت پر قابض ہو گئے جن کی اکثریت یا سیاسی طور پر انگریز سے مستفید تھی یا وہ اُس بیوروکریسی کا حصہ تھے جو انگریز کی تربیت یافتہ تھی۔ قصہ مختصر اب پاکستان جاگیرداروں اور بھورے انگریزوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ لیکن پاکستان ابھی غیر ملکی قرض اور کرپشن کی لعنت سے بچا ہوا تھا۔ مال کی ہوس تھی لیکن پیسہ ابھی اتنا عام نہیں تھا کہ وہ دل و دماغ پر مکمل غلبہ حاصل کر لیتا۔ البتہ اقتدار اور کرسی کی خواہش نے پاگل کر دیا ہوا تھا۔ 1951ء سے 1958ء تک چھ وزیراعظم تبدیل ہوئے۔ 1958ء میں فوج بھی باضابطہ اور بالواسطہ اقتدار کی اس جنگ میں کود گئے اور ایوب خان نے پاکستان میں پہلا مارشل لاء لگا دیا۔ ایوب خان نے پاکستان کو بلاشبہ صنعتی ترقی دی، لیکن صنعتی ترقی نے اقتدار کے ساتھ ساتھ دولت کی ہوس میں بھی انقلاب برپا کر دیا۔

مغربی پاکستان سے تعلق رکھنے والے سیاست دان اور بیوروکریٹس خود کو حکمران اور بنگالیوں کو دوسرے درجہ کے شہری سمجھتے تھے۔ کسی صورت اہلِ مشرقی پاکستان کو اقتدار میں اُن کا حقیقی حصہ دینا نہیں چاہتے تھے۔ اسی لیے کبھی ون یونٹ بناتے کبھی توڑتے۔ اس کمزور اور یرغمال شدہ نظام پر اُس وقت کاری چوٹ لگی جب ایوب خان صدارتی انتخابات میں بدترین دھاندلی کروا کر صدر منتخب ہو گئے۔ یہ دھاندلی بھی مشرقی پاکستان میں بڑی سطح پر ہوئی تھی۔ قیامِ پاکستان کے 23 سال بعد ملک بھر میں عام انتخابات تو کروا دیئے، ان انتخابات کے نتیجہ میں عوامی لیگ جس کے سربراہ شیخ مجیب الرحمٰن تھے، قومی اسمبلی کی سب سے بڑی جماعت بن کر سامنے آئی۔ لیکن مغربی پاکستان کے سیاسی لیڈر ذوالفقار علی بھٹو اور قابض فوجی صدر یحییٰ خان شیخ مجیب الرحمٰن کو ذاتی مفاد میں اقتدار منتقل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ لہٰذا قومی اسمبلی کا اجلاس ہی طلب نہ کیا گیا اور نہ ہی منتقلی اقتدار کے لیے کوئی قدم اٹھایا گیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے بنگالیوں نے سیاسی تحریک اور پھر سول نافرمانی شروع کر دی۔ رہی سہی کسر ازلی دشمن بھارت نے اپنے فوجی مکتی باہنی کی صورت میں مشرقی پاکستان داخل کر کے پوری کر دی۔ جس سے 16 دسمبر 1971ء کو پاکستان شکست و ریخت کا شکار ہو گیا۔ اگرچہ اس میں ہمارے دشمن اور بعض عالمی قوتیں ملوث تھیں، لیکن اصل ذمہ دار پوری قوم، سیاست دان اور اُن کے باوردی حکمران تھے۔ جنہوں نے اقتدار کی لالچ میں قوم کو یہ دن دکھایا۔ اگر پاکستان کے دولخت ہونے کے تمام شواہد سامنے رکھیں اور وجوہات جاننے کی کوشش کریں تو ہر ذی شعور پاکستانی اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس کی اصلی اور حقیقی وجہ یہ تھی کہ پہلے انتخابات کروانے سے گریز برتا گیا اور پھر جب بادل نخواستہ انتخابات کرائے تو اُس کے نتائج تسلیم نہ کرکے عوام کی توہین کی، پھر دھونس اور دھاندلی کی حکومت سے معاملات اس حد تک بگڑ گئے کہ بھارت نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مداخلت کی اور پاکستان ٹوٹ گیا۔ اب ہم عرض کریں گے کہ اس حادثہ فاجعہ کے بعد اس ملک میں کیا ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مغربی پاکستان جسے اب what remains of Pakistan کہا جانے لگا اُس کے عوام نے چند دن سوگ منایا۔ لیکن جلد ہی ایسی آوازیں آنے لگیں کہ مشرقی پاکستان میں مسلسل سیلاب آتے تھے، ویسے بھی وہاں بڑی غربت تھی، اچھا ہوا ہے اُس سے جان چھوٹی۔ اب بقایا پاکستان معاشی لحاظ سے خوب ترقی کرے گا۔ لیکن ہوا کیا، آگے بڑھنے سے پہلے قارئین کو بتاتے چلیں، آج سابقہ مشرقی پاکستان کی معاشی حالت سابقہ مغربی پاکستان کی معاشی حالت سے کہیں بہتر ہے۔ سیاسی صورتِ حال اور سیاسی استحکام اگرچہ بنگلہ دیش کا بھی کوئی مثالی حالت میں نہیں ہے، لیکن پاکستان سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس نئے پاکستان کے پہلے حکمران ذوالفقار علی بھٹو بنے۔ اُنہوں نے 1973ء میں پاکستان کو ایک متفقہ آئین دیا۔ اس پر کچھ امید بندھی کہ حکومت اور اپوزیشن کی کوششوں سے بنے ہوئے اس آئین پر عمل درآمد سے سیاسی استحکام آئے گا اور اہم ترین بات یہ کہ اس آئین کے مطابق ملک میں جلد مکمل اسلامی نظام رائج کر دیا جائے گا۔ جس سے ملک صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست میں تبدیل ہو جائے گا۔ لیکن ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے بنائے ہوئے آئین میں سات ترامیم کر ڈالیں۔ جس سے ایک تو آئین متفقہ نہ رہا، دوسرا یہ شق قائم رہ جانے کے باوجود کہ ملک میں کوئی قانون سازی قرآن اور سنت کے خلاف نہیں ہو سکے گی یہ آئین منافقت کا پلندہ بن گیا کیونکہ اس میں کہنے کو اسلام تھا بھی اور نہیں بھی تھا یعنی اسی آئین میں اسلام کی طرف بڑھنے میں رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں۔

1977ء میں بھٹو نے عام انتخابات کا اعلان کر دیا جن کے نتائج کے مطابق اُس نے دوبارہ اکثریت حاصل کر لی، لیکن اپوزیشن نے حکومت پر دھاندلی کے الزامات لگائے اور دھاندلی کے خلاف عوامی تحریک شروع کر

دی۔ یہ تحریک چند دن بعد ٹھنڈی ہوتی ہوئی نظر آئی تو اُس وقت کی اپوزیشن نے اس تحریک کو تحریکِ نظامِ مصطفےٰ ﷺ کا نام دے دیا۔ اب اسلام کے نام پر عوام کو تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی جو بڑی کامیاب رہی، حالانکہ اصلاً یہ اینٹی بھٹو تحریک تھی۔ حالات شاہد ہیں کہ امریکہ نے اس تحریک کو بہت سپورٹ کیا کیونکہ وہ بھٹو کو متنبہ کر چکا تھا کہ اگر تم نے ایٹمی قوت بننے کی طرف بڑھنا نہ چھوڑا تو تمہارا انجام عبرت ناک ہوگا۔

جنرل ضیاء الحق نے بھٹو کا تختہ الٹ دیا اور مارشل لاء لگا دیا۔ لیکن چالاکی یہ کی کہ 73 کے آئین کو قائم رکھا، البتہ اُس کی وہ شقیں معطل کر دیں جو اُس کی حکمرانی کے راستے میں حائل ہوتی تھیں۔ پھر وہ 11 سال اسلام کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے اور انتخابات کی تاریخیں دیتے رہے۔ اُن کے دور میں سوویت یونین نے افغانستان میں مداخلت کی جس سے ضیاء الحق امریکہ کی آنکھ کا تارا بن گیا۔ صدر ضیاء الحق طیارے کے حادثہ میں جاں بحق ہوئے تو اب پاکستان کے سیاسی میدان میں بھٹو کی صلبی اولاد اور ضیاء الحق کی معنوی اولاد میں اقتدار کی رسہ کشی شروع ہوگئی۔ بھٹو کی بیٹی بےنظیر نے نعرہ لگایا کہ جمہوریت بہترین انتقام ہے اور ضیاء الحق کے شاگردِ رشید میاں محمد نواز شریف نے ضیاء الحق کی قبر پر جا کر اعلان کیا کہ وہ ضیاء الحق کے مشن کو آگے بڑھائیں گے۔ 1988ء سے 1999ء تک دونوں کے درمیان اقتدار کی جنگ جاری رہی بےنظیر وزیراعظم بنتی تو نواز شریف مقتدرہ سے مل کر اُس کی حکومت ختم کر دیتے اور نواز شریف وزیراعظم بنتے تو بےنظیر اَن دیکھی قوتوں سے ساز باز کر کے اُس کی حکومت ختم کرا دیتی۔ یہ سلسلہ گیارہ (11) سال چلتا رہا۔

بالآخر پرویز مشرف نے مارشل لاء لگا دیا ایک مرتبہ پھر مارشل لاء کو امریکہ کی حمایت حاصل تھی۔ لہٰذا نواز شریف کی حکومت جو عوام کی منتخب کردہ حکومت تھی اُسے ختم کر دیا گیا نواز شریف کو جیل ہوگئی۔ وہ کچھ عرصہ بعد پرویز مشرف سے 10 سالہ معاہدہ کر کے جدہ چلے گئے۔ دونوں یعنی نواز شریف اور بےنظیر کو اب احساس ہوگیا تھا کہ فوج اُنہیں اپنے مفادات میں استعمال کرتی ہے لہٰذا اُنہوں نے لندن میں ایک کانفرنس کر کے میثاق جمہوریت کر لیا۔ لیکن وہ اس میثاق پر قائم نہ رہے۔ پہلے بےنظیر نے اِس کی خلاف ورزی کی، بعد ازاں نواز شریف بھی اس نظریہ پر قائم نہ رہے۔ فوج نے دونوں کو رد کر دیا اور ایک نیا کھلاڑی عمران خان میدان میں لے آئے۔

عمران خان نے بھی ساڑھے تین سال حکومت کی۔ اُن کے بھی فوج سے تعلقات خراب ہوگئے۔ پھر یہ کہ وہ مہنگائی کی وجہ سے انتہائی غیر مقبول ہوگئے۔ وہ پہلے وزیراعظم تھے جنہیں عدم اعتماد کے ذریعے حکومت سے رخصت کیا گیا۔ اُنہوں نے اپنی حکومت کے خاتمے کا الزام امریکہ پر لگایا۔ فوج نے اُن کی جگہ شہباز شریف کو وزیراعظم بنا دیا۔ عوام نے عمران خان کو اقتدار سے رخصت کرنے کے امریکہ پر الزام اور فوج کے دوبارہ شریف فیملی لانے کا بڑا منفی اثر قبول کیا اور وہ عمران خان جو اپنے دورِ حکومت میں انتہائی غیر مقبول ہو چکا تھا یکدم عوام کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔

اب صورتِ حال یہ بنی کہ کبھی PDM یعنی عمران خان کی مخالف جماعتوں کا اتحاد انتخابات کا مطالبہ کر رہا تھا اور اب عمران خان یہ مطالبہ کر رہا ہے اور اُس کی مخالف جماعتیں انتخابات سے کترا رہی ہیں۔ ایک طرف مقتدر حلقے یہ چاہتے ہیں کہ عمران خان کسی صورت انتخابات میں بھی حصہ نہ لے اور دوسری طرف ملک میں خاص طور پر خیبر پختونخوا میں لوگ عمران خان کے عشق میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ اُدھر جب سے نگران حکومت آئی ہے پاکستان اور افغانستان کے تعلقات بدترین سطح پر آ گئے ہیں اور حالات بہت بڑے بگاڑ کی طرف جا رہے ہیں گویا اس مرتبہ ہمارے شمال مغرب میں وہی صورتِ حال پیدا ہوتی نظر آ رہی ہے جو 71ء میں مشرقی اور مغربی بنگال کی سرحد پر پیدا ہوئی تھی۔

اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم اہل پاکستان نے سقوطِ ڈھاکہ کے حادثہ فاجعہ کے بعد اپنی رتی برابر اصلاح نہیں کی، وہی کچھ کر رہے ہیں جو 1971ء سے قبل کر رہے تھے۔ بہرحال ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اور اس کے کرتا دھرتوں کو ہدایت دے کہ وہ اِس دیس کی خلوص سے خدمت کریں جو ہمارے بزرگوں نے جان، مال اور عزتوں کی قربانیاں دے کر حاصل کیا تھا۔ ❁❁❁

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے "شعبہ تحقیق اسلامی" (IRTS)
کے زیر انتظام ابلاغِ عامہ وافادۂ عام کی ویب سائٹس

موبائل فون/آئی فون ایپس

- محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تمام کتابیں موبائل فون پر مطالعہ کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں:
  Tanzeem Digital Library
- بیان القرآن کی آفیشل ایپ حاصل کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں:
  Bayan ul Quran - Dr Israr Ahmad IRTS
- محترم پروفیسر حافظ احمد یارؒ۔ لغات واعراب قرآن پر ایپ سے استفادہ کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں:
  Lughat o Aerab e Quran

مسئلہ فلسطین اور ہماری دینی ذمہ داریاں

(سورہ بنی اسرائیل کی آیات 4 تا 10 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تعلیم وتربیت محترم خورشید انجم کے یکم دسمبر 2023ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے تناظر میں آج ہم ان شاء اللہ سورہ بنی اسرائیل کی آیات 4 تا 10 کا مطالعہ کریں گے جن میں بنی اسرائیل کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ان کا مستقبل بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا، اسی نسبت سے ان کی نسل بنی اسرائیل کہلائی۔ یہ لوگ یوسف علیہ السلام کے ساتھ مصر گئے اور پھر وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو نکال کر لائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں فلسطین پر حملے کا حکم دیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا:

﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝۲۴﴾ (المائدہ) ''بس تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور جا کر قتال کرو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔''

اس کے بعد چالیس سال تک ان پر صحرا نوردی مسلط کر دی گئی۔ پھر جب ان کی اگلی نسل جوان ہوئی تو یوشع بن نون کی قیادت میں انہوں نے فلسطین کو فتح کیا۔ بجائے اس کے کہ اللہ کا شکر ادا کرتے اور لوگوں تک اللہ کا دین پہنچاتے یہ آپس میں لڑنا شروع ہو گئے اور ان کے بارہ قبائل نے الگ الگ حکومتیں بنا لیں۔ آپس کی اس پھوٹ کی وجہ سے آخر کار مشرک اقوام کے دوبارہ غلام بن گئے۔ طویل عرصہ کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی سموئیل علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ﴾ (البقرۃ: 246) ''جبکہ انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لیے کوئی بادشاہ مقرر کر دیجیے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔

پھر طالوت علیہ السلام کی قیادت میں جنگ ہوئی اور اس جنگ میں حضرت داؤد علیہ السلام نے بہترین کردار ادا کیا جس کی وجہ سے بنی اسرائیل کو فتح نصیب ہوئی۔ اس کے بعد تقریباً 96 سال کا دورانیہ ان کا گولڈن پیریڈ تھا جس میں حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی بادشاہتیں بھی شامل ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کے بعد ایک بار پھر بنی اسرائیل دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ نے اسرائیل اور دوسرے نے یہودیہ کے نام پر الگ الگ ریاستیں قائم کر لیں۔ بعد میں اسرائیل بھی اندرونی زوال کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور آخر میں آشوریوں کے ہاتھوں بنی اسرائیل ایک مرتبہ پھر تباہ و برباد ہو گئے۔ جس کا قرآن میں ذکر ہے کہ دو مرتبہ ان پر سخت عذاب آیا۔ فرمایا:

مرتب: ابو ابراہیم

''اور ہم نے متنبہ کر دیا تھا بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد مچاؤ گے اور بہت بڑی سرکشی کرو گے۔ پھر جب ان دونوں میں سے پہلے وعدے کا وقت آ گیا تو ہم نے تم پر مسلّط کر دیے اپنے سخت جنگجو بندے تو وہ تمہاری آبادیوں میں گھس گئے' اور (یوں ہمارا) جو وعدہ تھا وہ پورا ہو کر رہا۔'' (بنی اسرائیل: 4،5)

ایک مرتبہ 587 قبل مسیح میں بخت نصر نے ان پر حملہ کیا، 6 لاکھ یہودیوں کو قتل کیا اور اتنے ہی قیدی بنا کر بابل لے گیا۔ اس طرح فلسطین سے ان کا صفایا ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دل میں سوچا کہ کیا بنی اسرائیل دوبارہ کبھی آباد ہو پائیں گے۔ اللہ نے انہیں ایک سو سال کے لیے سلا دیا۔ 539 قبل مسیح میں سائرس نے عراق فتح کیا اور یہودیوں کو دوبارہ یروشلم آباد کرنے کی اجازت دی۔ حضرت عزیر علیہ السلام جاگے تو یروشلم دوبارہ یہودیوں سے آباد تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی یادداشتوں کے ذریعے تورات کو مرتب کیا۔ جیسا کہ اگلی آیت میں فرمایا:

''پھر ہم نے تمہاری باری لوٹائی ان پر' اور ہم نے مدد کی تمہاری مال و دولت اور بیٹوں کے ذریعے سے اور بنا دیا تمہیں کثیر تعداد (والی قوم)۔'' (بنی اسرائیل: 6)

پھر ایک بڑی مکابی سلطنت قائم ہوئی۔ دوبارہ آہستہ آہستہ زوال آیا تو انہوں نے روم کے بت پرستوں کو دعوت دی جنہوں نے یروشلم کو فتح کر لیا۔ اس دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ یہودیوں نے انہیں تسلیم نہ کیا، ان پر الزامات لگائے اور آخر میں اپنے تئیں انہیں پھانسی پر چڑھا دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اس کے بعد پھر بنی اسرائیل پر عذاب نازل ہوا۔ جیسا کہ فرمایا:

''اگر تم نے کوئی بھلائی کی تو خود اپنے ہی لیے کی' اور اگر کوئی برائی کمائی تو وہ بھی اپنے ہی لیے کمائی۔ پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا' تاکہ وہ تمہارے چہرے بگاڑ دیں' اور وہ داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے کہ داخل ہوئے تھے پہلی مرتبہ' اور تباہ و برباد کر کے رکھ دیں (ہر اُس شے کو) جس کے اوپر بھی انہیں قبضہ حاصل ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اب تمہارا رب تم پر رحم کرے' اور اگر تم نے وہی روش اختیار کی تو ہم بھی وہی کچھ کریں گے۔ اور ہم نے جہنّم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے۔'' (بنی اسرائیل 7،8)

انہوں نے روم کے خلاف بغاوت کی جس کے نتیجہ میں رومی جرنیل ٹائٹس نے یروشلم پر حملہ کر کے 1 لاکھ 33 ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور 67 ہزار کو قیدی بنا کر لے گیا جبکہ سیکنڈ ٹمپل کو بھی مسمار کر دیا۔ اس کے بعد ان کے Diaspora کا دور شروع ہوتا ہے جس میں یہ دربدر ہوئے۔ اس دوران روم میں عیسائیت کا غلبہ ہو گیا اور یروشلم

عیسائیوں کے پاس چلا گیا اور انہوں نے یہودیوں کے یروشلم میں داخلے پر پابندی لگا رکھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے جب بیت المقدس کو فتح کیا تو عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کے تحت یہودیوں کے داخلے پر پابندی کی شرط برقرار رہی۔ 1799ء میں یہودیوں نے دوبارہ اسرائیل کا خواب دیکھا۔ 1885ء میں صہیونی تنظیم قائم کی گئی جس کا بنیادی مقصد اسرائیلی ریاست کا قیام تھا۔ اس کے لیے انہوں نے پہلی جنگ عظیم کروائی، اس دوران برطانیہ سے بالفور ڈیکلیریشن پاس کروایا جس میں اسرائیل کے قیام کی منظوری دی گئی۔ اس دوران فلسطین میں یہودی آباد کاری کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا اور عربوں کو سلطنت عثمانیہ کے خلاف یہ کہہ کر اُکسایا گیا کہ ہم آپ کو فلسطین سے لے کر یمن تک کا سارا علاقہ دیں گے۔ چنانچہ عرب ان کے جھانسے میں آ گئے، سلطنت عثمانیہ ختم ہوگئی اور فلسطین پر برطانیہ کا قبضہ ہوگیا۔ 1948ء میں اسرائیل قائم ہوگیا۔ اس وقت بھی صرف 56 فیصد علاقہ یہود کے پاس تھا۔ 1967ء کی جنگ کے بعد فلسطینیوں کے پاس صرف 22 فیصد رہ گیا۔ یہاں تک کہ اب فلسطینیوں کے پاس صرف 15 فیصد قبضہ رہ گیا اس کو بھی ختم کیا جا رہا ہے۔

حالیہ غزہ کی جنگ کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ مزید علاقوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے مسلسل غزہ پر بمباری کر رہے ہیں، یہاں تک کہ ہسپتالوں پر بھی حملے کیے جا رہے ہیں، معصوم بچوں، عورتوں اور نہتے شہریوں کو شہید کیا جا رہا ہے اور یورپ اور امریکہ اسرائیل کا مکمل ساتھ دے رہے ہیں۔ وہ انسانی حقوق کی تنظیمیں جو کتے بلیوں کے مرنے پر شور مچاتی ہیں انہیں فلسطین میں معصوم بچوں اور عورتوں کی شہادتیں نظر نہیں آتیں۔ جانوروں کی جان کی قیمت ہے، مسلمان کے خون کی کوئی قیمت نہیں ہے؟ ان حالات میں ہمارے کرنے کے کیا کام ہیں:

سب سے پہلے ہم اپنے اندر احساس پیدا کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کی مثال ایک جسدِ واحد کی ہے۔ کہیں بھی کوئی تکلیف پہنچے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔'' اس احساس کی بنیاد پر پھر ہم سوچیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ بنیادی چیز دعا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: ((الدعا مخ العبادة ،الدعا ھو العبادة)) دعا عبادت کا مغز ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا دعا ہی عبادت ہے۔ لہٰذا کثرت سے دعاؤں کا اہتمام کریں۔ نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ اس کے بعد ہم اپنے شب و روز کو تبدیل کریں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ فلسطین میں چھوٹے چھوٹے بچے یہودیوں کے ہاتھوں لہو میں نہا رہے ہیں، زخمی حالت میں تڑپ رہے ہیں، ان کے علاج کے لیے جو ہسپتال میسر تھے وہ بھی یہودیوں نے تباہ کر دیے ہیں، اس قدر دردناک صورتحال ہے اور یہاں کرکٹ میچ ہو رہے ہیں، ناچ گانے پر مشتمل فیسٹیول ہو رہے ہیں، یہ تو اللہ بھلا کرے سموگ کا کہ وہ اس کی وجہ سے ختم ہوگیا۔ اسی طرح سعودی عرب میں ایک مشہور رقاصہ کو بلوایا گیا۔ کیا جواب دیں گے ہم اللہ کے حضور۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اپنے اندر اللہ کا ڈر پیدا کریں اور اپنے شب و روز میں تبدیلی لائیں۔ اس کے بعد جہاں تک ہو سکے فلسطینیوں کی مالی مدد کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ساری کمائی لا کر بدر کے میدان میں رکھ دی۔ پھر اسی طرح اس قوم کی تاریخ کے بارے میں بھی ہمیں معلوم ہونا چاہیے۔ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی بڑی معروف کتاب ہے سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل، اس کتاب کا مطالعہ مفید رہے گا۔ اس میں انہوں نے واضح کیا کہ کس طرح سابقہ امت اور پھر موجودہ امت دو ادوار ایک جیسے آ چکے ہیں۔ بنی اسرائیل پر پہلے بخت نصر نے حملہ کیا اور بیت المقدس ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اسی طرح 1099ء میں صلیبی جنگ میں بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھ سے بھی نکل گیا تھا، پھر صلاح الدین ایوبی نے 1187ء میں واپس لیا۔ پھر 1298ء میں ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا تو بخت نصر اور ٹائٹس کی تاریخ دہرائی۔ وحشت اور دہشت کا عالم یہ تھا کہ تاتاری مسلمان کو کہتا تھا تم کھڑے رہو میں جا کر گھر سے تلوار لے کر آتا ہوں تمہارا سر قلم کروں گا وہ ہلتا نہیں تھا اور وہ آ کر سر قلم کرتا تھا۔ مسلمانوں کی ایسی حالت کیوں ہوئی تھی؟

پریس ریلیز 8 دسمبر 2023ء

پاکستان اسرائیل کے خلاف عملی اقدام کرے، محض اعلانات بے سود ہیں

اعجاز لطیف

پاکستان اسرائیل کے خلاف عملی اقدام کرے، محض اعلانات بے سود ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر اعجاز لطیف نے یومِ مسجد اقصیٰ کے حوالے سے اپنے پیغام میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو شروع ہوئے دو ماہ ہو چکے ہیں اور اب صہیونی فوج زمینی حملوں کے ذریعہ بھی فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام کر رہی ہے۔ میڈیا میں بتائے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق شہادتوں کی تعداد 17000 کو چھو رہی ہے۔ جس میں آدھے سے زائد بچے اور عورتیں ہیں۔ بڑے پیمانے پر ہسپتال، سکول اور پناہ گزین کیمپ تباہ کر دیے گئے ہیں اور صہیونی درندے شمالی غزہ کے بعد اب جنوبی غزہ کو بھی نشانہ بنا رہے ہیں۔ فلسطینی مجاہدین مسجد اقصیٰ اور ارضِ مقدس کی حفاظت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ قائم مقام امیر تنظیم نے کہا کہ اگرچہ چند روز قبل اسلام آباد میں ''مسجد اقصیٰ کی حرمت اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر قومی اجتماع کا انعقاد خوش آئند ہے جس میں علماء دین، مفتیانِ متین اور دینی جماعتوں کی قیادت نے شرکت کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر جب حماس کے مجاہدین امتِ مسلمہ کے بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں محض وعظ و نصیحت سے آگے بڑھ کر حکومتِ پاکستان اور مقتدر طبقات کو عملی اقدامات کرنے کی طرف راغب کیا جانا چاہیے تھا۔ حماس کی اعلیٰ قیادت نے اس قومی اجتماع میں یہ کہہ کر مسلمانانِ پاکستان کے ضمیر کو جھنجھوڑا کہ پاکستان کی دھمکی اسرائیل کو جنگ سے روک سکتی ہے لہٰذا مملکتِ خداداد پاکستان کے علماء کرام اور دینی جماعتوں کو مسجد اقصیٰ کی اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے نہ صرف حکومت پر دباؤ بڑھانا ہوگا بلکہ غزہ میں اسرائیل کی جارحیت کے خلاف عملی اقدامات کا روڈ میپ بھی پیش کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ غزہ میں صہیونی ریاست کی جارحیت کو روکنے اور فلسطینی مسلمانوں کی بالفعل سیاسی، سفارتی، مالی اور عسکری مدد کرنے کے لیے حکومت پر دباؤ بڑھایا جائے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ روزِ قیامت اللہ کے ہاں جواب دینا ہے۔ لہٰذا سب متحد ہو کر فلسطین کے دفاع اور اسرائیل کے مذموم مقاصد کو ناکام بنانے کے لیے مقدور بھر عملی اقدامات کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

حضور ﷺ نے فرمایا ایک وقت آئے گا غیر مسلم اقوام تم پر ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے پر لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ پوچھا گیا: کیا اس وقت مسلمان اتنے کم رہ جائیں گے؟ فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ تمہارے اندر وہن کی بیماری پیدا ہو جائے گی۔ پوچھا گیا وہن کیا ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ آج پونے دو ارب مسلمانوں کی ذلت اور مسکنت کا اصل سبب یہی ہے۔ او آئی سی کے اجلاس میں یہ ذلت کھل کر سامنے آئی۔ 4 مسلم ممالک نے اسرائیل پر پابندیوں کی مخالفت کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں فرمایا: ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۚ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ﴾ (آیت: 61) ''اور ان پر ذلت وخواری اور محتاجی وکم ہمتی تھوپ دی گئی۔ اور وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے۔''

یہ آیت آج مسلمانوں پر پوری طرح فٹ آ رہی ہے۔ بہرحال دوسری مرتبہ بنی اسرائیل پر رومی جنرل ٹائٹس نے حملہ کیا اور یروشلم ایک مرتبہ پھر ان کے ہاتھ سے نکل گیا، اسی طرح موجودہ مسلمان امت کے ہاتھ سے بھی دوسری مرتبہ بیت المقدس پہلی جنگ عظیم میں نکل گیا جب برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کے ہاتھوں سلطنت عثمانیہ کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد پورے عالم اسلام پر استعمار نے اپنے پنجے گاڑ دیے۔ حضور ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا: ''میری اُمت پر بھی لازماً وہ تمام حالات وارد ہو کر رہیں گے جو بنی اسرائیل پر واقع ہوئے، ہو بہو بالکل ایسے جیسے (ایک جوڑے کی) ایک جوتی دوسری جوتی سے مشابہ ہوتی ہے۔'' آج موجودہ مسلمان اُمت بالکل اسی مقام پر کھڑی ہے۔ غالب نے کہا تھا کہ ؎

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں

یہ ذلت، یہ مسکنت کیوں ہے؟ اقبال نے اس کا جواب دے دیا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

قرآن کی بدولت پہلے بھی مسلم اُمہ کو عروج ملتا تھا اور اب بھی اس زوال سے نکلنے کا راستہ قرآن دکھائے گا۔ فرمایا: ﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝﴾ (بنی اسرائیل) ''یقیناً یہ قرآن راہنمائی کرتا ہے اُس راہ کی طرف جو سب سے سیدھی ہے اور بشارت دیتا ہے اُن اہلِ ایمان کو جو نیک عمل بھی کریں کہ اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔''

ہم دعا کرتے ہیں۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ڏ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾ (الفاتحہ)

مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں مغضوب علیھم سے مراد یہود ہیں اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ اللہ بتا رہا ہے کہ سیدھی راہ قرآن کی ہے جو اس راستے پر چلے گا اس کے لیے خوشخبری ہے۔ لیکن آج ہمارا قرآن کے ساتھ کیا سلوک ہے؟ کیا قرآن محض مُردوں کے ایصال ثواب، تعویذ گنڈوں، حصول برکت کے لیے نازل کیا گیا تھا۔ اس سے زیادہ کوئی تعلق ہے ہمارا قرآن کے ساتھ؟ لوگ بڑے فخر سے بتاتے ہیں اس رمضان میں میں نے اتنے قرآن ختم کیے لیکن اصل سوال یہ ہے کہ عمل کتنا ہے؟ اس قرآن کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانا، اس کے احکامات کو نافذ کرنا، یہ کس کی ذمہ داری تھی؟ اللہ کے رسولؐ کا یہ ارشاد کس کے لیے تھا؟

((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) ''جو یہاں موجود ہیں وہ ان تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔''

اس سے قبل حضور ﷺ نے باقاعدہ مسلمانوں سے گواہی لی کہ کیا میں نے تم تک پہنچا دیا ہے۔ مجمع نے یک زبان ہو کر کہا: ہاں ہم گواہ ہیں کہ آپ نے حق ادا کر دیا۔ اس وقت وہاں سوا لاکھ کا مجمع تھا جبکہ جنت البقیع میں صرف دس ہزار صحابہ مدفون ہیں۔ باقی سب دنیا میں آپ کا پیغام لے کر پھیل گئے۔ شام، عراق، ترکی سے لے کر یہاں مکران تک صحابہ کی قبریں موجود ہیں۔ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ﴾ (البقرہ:143) ''اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے' تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسولؐ تم پر گواہ ہو۔''

اس امت کو اسی فرض کی ادائیگی کی شرط پر خیر امت قرار دیا گیا تھا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ﴾ (آل عمران:110) ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے' تم حکم کرتے ہو نیکی کا' اور تم روکتے ہو بدی سے' اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔''

یہ اصل کام تھا جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ذمہ لگایا تھا لیکن آج ہم کیا کر رہے ہیں؟ پاکستان کا قیام بھی اسی مقصد کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے فرائض تو متحدہ ہندوستان میں بھی پورے ہو رہے تھے، پھر ہم علیحدہ کس لیے ہوئے؟ قائداعظم نے کہا ہم پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانا چاہتے ہیں۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ جو ملوکیت کے دور میں جو بدنما داغ پڑھ چکے ہیں ان کو ہٹا کر اسلام کا روشن چہرہ دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم دنیا کو روشن چہرہ کیا دکھاتے، ہم نے اپنا ہی چہرہ بگاڑ لیا۔ اسرائیل سے نو ماہ قبل پاکستان معرض وجود میں آ گیا تھا۔ گویا پاکستان توڑ تھا اس فتنے کا۔ اسرائیل کے بانی اس بات سے واقف تھے۔ چنانچہ 1967ء کی جنگ کے بعد بن گوریان نے کہا تھا کہ عربوں سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے، ہمارا اصل دشمن پاکستان ہے، حالانکہ اس وقت پاکستان کے پاس ایٹمی صلاحیت بھی نہیں تھی۔ گویا وہ پاکستان کو ہم سے زیادہ پہچانتے ہیں۔

بہرحال یہ ہماری ذمہ داری کہ سب سے پہلے ہم اپنی خودی کو پہچانیں۔ اپنی حیثیت اور اپنے مقام کو پہچانیں۔ جو نعمتیں اللہ نے ہمیں پاکستان سمیت عطا کی ہیں ان کو پہچانیں اور ان کی قدر کریں اور اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے اپنی ذمہ داریوں کو بھی پہچانیں اور انہیں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم فلسطین کے مسلمانون کے ساتھ دامے، درمے، سخنے کھڑے ہوں، اسرائیل کا ہر سطح پر بائیکاٹ کریں۔ میکڈونلڈ نے اسرائیلی فوج کو کھانا دینے کا اعلان کیا تھا، جب بائیکاٹ ہوا تو اس کی طرف سے طرح طرح کی پیش کشیں آ رہی ہیں۔ اس بائیکاٹ کو مزید وسیع کیا جائے۔ اسرائیل کے خلاف کھڑا ہونا صرف فلسطینیوں کی ذمہ داری نہیں ہے۔ آج ہم مسجد اقصیٰ کے معاملے پر خاموش رہیں گے تو کل وہ مدینہ کی طرف بھی بڑھیں گے، کیونکہ ان کے اہداف میں صرف مسجد اقصیٰ کو گرانا شامل نہیں ہے۔ وہ مدینہ منورہ تک جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ آج ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے تو کل مدینہ منورہ کے لیے کیسے کھڑے ہوں گے؟ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور انہیں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ کل کس منہ سے رب کو جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

تنظیم اسلامی کی ناظمہ علیا کا رفقاء کے نام ناصحانہ پیغام

محترم رفقائے تنظیم اسلامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عدم کی سمت بڑھتا جا رہا ہوں
جو لمحہ آرہا ہے کٹ رہا ہے
بڑھا تا جا رہا ہے پاٹ دریا
یہ ساحل رفتہ رفتہ گھٹ رہا ہے

ہر آنے والا سال اس بات کی اطلاع دے رہا ہے کہ ع ”گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی“...... درازیٔ عمر کے تقاضوں میں کمزوری اور کم ہمتی کا تقاضا بھی شامل ہے۔ خود کو کسی قابل نہیں سمجھتی۔ میں اپنی بساط بھر کچھ پڑھ لیتی ہوں، کچھ سن لیتی ہوں، فلسطین کے حالات پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ آگے بڑھ کر کچھ کرنا چاہتی ہوں لیکن کر نہیں پاتی۔ یارب یہ کیسی بے بسی ہے۔ میں خود نہ سہی میری جماعت، میرے بچے، ان کی اولادیں، کوئی سر کٹواتا، کوئی زخمی ہوتا، کوئی کسی زخمی کو سہارا دیتا، کوئی اس طرح بھاگ دوڑ کرتا جس طرح فلسطینی مجاہدین بھاگتے دوڑتے نظر آتے ہیں۔ شہید یا غازی کا کوئی فخریہ لیبل لگ سکتا تھا۔ ہم آج کتنے بے بس اور مجبور ہیں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے تو آج کے حالات کے بارے میں 1400 سال قبل خبردار کر دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

”میں فتنے دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں کے درمیان بارش کے قطروں کی طرح گر رہے ہیں۔“ (متفق علیہ، مسلم، احمد)

بانی امیرؒ کی تحریریں اور تقاریر ذہن میں بازگشت کرتی رہتی ہیں۔ ہم نے پاکستان کلمہ طیبہ کے نعرے پر شب قدر میں معجزانہ طور پر حاصل کیا تھا۔ لیکن یہاں دین اسلام کے نفاذ کی کوششیں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ ہم پاکستانی بحیثیت مجموعی بدعہدی اور بے وفائی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ منافقت اور وھن یعنی دنیا سے محبت اور موت سے فرار، ہمیں لے بیٹھا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی امت میں انہی امراض کے بڑھنے کا اندیشہ تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

”اللہ کی قسم مجھے تم پر فقر کا خوف نہیں، میں اس سے خوفزدہ ہوں کہ تم پر دنیا کھول دی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دی گئی اور تم اس سے محبت اور رغبت کرنے لگو گے جیسے اُن لوگوں نے کی اور دنیا پرستی تمہیں اس طرح ہلاک کر دے گی جس طرح اُنہیں کیا تھا۔“ (متفق علیہ)

اس نوع کی احادیث کے مصداق موجودہ حالات کو دیکھتی ہوں تو ڈر جاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتی ہوں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کرنا، ہمیں شہادت کی موت عطا فرمانا۔ اے پروردگار! ہم ادنیٰ سی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اسے قبول فرمانا، ہمیں معاف فرمانا، ہمارے دل اہل فلسطین کے لیے تڑپتے ہیں۔ جنہیں بدترین جسمانی تکالیف اور ذہنی اذیتیں دی جا رہی ہے۔ جن پر خوراک، ادویات حتیٰ کے پانی اور بجلی بھی بند کر دی گئی ہے۔ جن کو اللہ کے دشمنوں نے پوری طرح کچلنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

رحم کر رحم، دو جہانوں کے مالک
مصیبت میں، میں نے پکارا ہے تجھ کو

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ نے اُنہیں دردمند دل سے نوازا ہے۔ آج کل پروانہ بے تاب کی طرح ہر سو صدائیں بلند کرتے نظر آتے ہیں۔ جہاں مذمت کی ضرورت ہو مذمت کرتے ہیں۔ جہاں تحسین طلب معاملات ہوں، انہیں سراہتے ہیں۔ مسلسل لوگوں کو جگانے اور مایوسی سے نکال کر عمل پر اُبھارنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اپنے حصے کا کام پوری تندہی سے کر رہے ہیں۔ ان کا یہ جملہ دل کو بہت بھاتا ہے کہ ”بھائی جو کر سکتے ہو وہ تو کرو“ رفقاء کو چاہیے کہ اُن کی تقریریں، خطاباتِ جمعہ اور ندائے خلافت میں شائع ہونے والی پریس ریلیز وغیرہ خود بھی اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی پڑھوائیں یا سنوائیں۔ اس کے علاوہ انہیں اپنے واٹس ایپ گروپس اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے خوب پھیلائیں۔

عزیز رفقائے گرامی! ہمیں اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ ہم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ ہم دعا کر سکتے ہیں۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے، دعا ہی اصل عبادت ہے، دعا عبادت کا جوہر ہے۔ ہم ایسی پُرخلوص دعا کا سہارا لیں جو خلوصِ دل سے توبہ کر کے مانگی گئی ہو۔ رو رو کر اپنے رب سے التجائیں کریں، قنوتِ نازلہ کا اہتمام کریں۔ گھر والوں کو بھی تاکید کریں۔ ع

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

پیارے نبی کریم ﷺ نے جنگ کے حالات میں خاص طور پر لمبی لمبی دعائیں مانگیں۔ بدر کے موقع پر آپؐ نے بہت دردمندی سے رو رو کر اپنی قلتِ تعداد و اسباب پر اپنے رب کی مدد کے لیے دامن پھیلایا۔ آج ہمیں بھی فتح غیر یقینی لگتی ہے۔ ہم بھی وہی کریں جو ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

حالات میں تبدیلی کے لیے بہت مؤثر ذریعہ حقیقی توبہ اور گناہوں سے اجتناب بھی ہے۔ سب رفقاء اپنے اپنے گھروں کا جائزہ لیں کہ دجالی فتنے کی کون کون سے صورتیں ان کے گھروں میں داخل ہو چکی ہیں۔ موبائل فون کا فتنہ تو ہر گھر میں موجود ہے۔ اہل خانہ کو اور خود کو اُس کی ہلاکت خیزی سے بچانے کے کیا طریقے اختیار کیے جائیں؟ آپ خود سوچیں،

اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ کتبِ احادیث میں سے باب الفتن کا مطالعہ ضرور کریں۔

اپنے گھروں کا جائزہ اس پہلو سے بھی ضرور لیں کہ کیا بچے دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں، دینی شعائر کا اہتمام کر رہے ہیں؟ اگر نہیں تو سمجھ لیں کہ ان پر فتنۂ دجال کام کر چکا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آنے والے وقت میں معلوم ہو کہ دینی غیرت وحمیت دم توڑ چکی ہے، معاذ اللہ۔

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

بچوں میں دینی حمیت بیدار کرنے کے لیے انہیں اپنے اسلاف سے جوڑنے کی کوشش کریں۔ سیرت النبی ﷺ، سیرت صحابہؓ، ائمہ اربعہ اور تاریخِ اسلامی کی نامور شخصیات کی زندگیوں کا مطالعہ کرائیں۔ ان میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت پیدا کریں۔ انہیں دجالیت اور صہیونیت سے متعارف کرائیں۔ تاریخ بنی اسرائیل اور تاریخ امتِ مسلمہ کا مطالعہ کرائیں۔ کھیل کود سے نکالیں۔ فلسطینی بچوں کی زندہ مثالوں سے ان میں قرآن کی محبت اور جذبہ جہاد پیدا کریں۔ عزیزانِ گرامی! یہ ہیں آپ کے کرنے کے کام، جو آپ کو مستقل بنیادوں پر کرنا ہیں، اللہ آپ کو ہمت عطا فرمائیں! آمین۔

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے بہت خوبصورت بات کی ہے: ''یہ حرام حلال کا مسئلہ نہیں ہے یہ دینی غیرت وحمیت کی بات ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات ہماری زندگیوں میں جزولاینفک کی طرح شامل ہو چکی ہیں۔'' انہیں چھوڑنا بہت ادنیٰ درجے کی قربانی ہے۔ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف بڑھیں۔ اللہ کی رضا کے لیے ہر وہ کام چھوڑ دیں جسے چھوڑنے کا حکم ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے دیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تھا: اَیُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی ہجرت افضل ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ)) ''یہ کہ تو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو تیرے رب عزیز وجلیل کو پسند نہیں۔''

اکثر مجھے شکایت پہنچتی رہتی ہے کہ رفقائے تنظیم اسلامی کے گھروں کی خواتین عمومی اور خصوصی پروگرامز میں شرکت نہیں کرتیں۔ الا ماشاء اللہ ــــــ یہ لمحہ فکریہ ہے! خواتین کا نظم مردوں کے تحت ہے، یہ اس بات کا مظہر ہے کہ آپ مردوں کو اللہ نے اصل ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ خاص طور پر اپنے گھروں میں آپ کی حیثیت قوام کی سی ہے۔ گھر والوں میں شوق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے تو شکایت دور ہو گی۔ آپ کا محبت آمیز نرم رویہ، یہ کام بآسانی کر سکتا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

عزیزانِ گرامی! دل بہت افسردہ ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اسے مشکل میں تنہا نہیں چھوڑتا۔ ہمیں لگتا ہے کہ اہلِ فلسطین بڑی آزمائش میں ہیں حالانکہ غور کیا جائے تو اصل آزمائش میں ہم ہیں۔ پاکستان اپنی ایٹمی طاقت کس پر آزمائے گا؟ کوئی دھمکی دی جا سکتی تھی۔ کوئی مسلم اتحاد کی بات کی جا سکتی تھی۔ سب خاموش ہیں، اگلے الیکشن میں جیتنے کی تیاریوں میں مگن

ہر درد مند دل کو رونا مرا رُلا دے
بے ہوش جو پڑے ہیں شاید اُنہیں جگا دے

زمانہ مختلف ادوار کا شاہد ہے۔ وقت ایک سا نہیں رہتا۔ آج موقع ہے، ہم از سرِ نو اپنی مصروفیات، اپنی فکرمندیاں اور اپنی پلاننگز کا جائزہ لیں۔ اپنے لیے کچھ اہداف طے کریں۔ اللہ سے مدد مانگتے ہوئے اس کی طرف لپکیں: ﴿فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۰﴾ (الذاریات) ''تو دوڑو اللہ کی طرف، یقیناً میں تم لوگوں کے لیے اس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔''

زمانے کے انداز بدلے گئے
نیا راگ ہے ساز بدلے گئے
ہوا اس طرح فاش رازِ فرنگ
کہ حیرت میں ہے شیشہ بازِ فرنگ

اور

شرابِ کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا
مجھے عشق کے پر لگا کر اُڑا
میری خاک جگنو بنا کر اُڑا
خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا اُستاد کر
ہری شاخِ ملت ترے نم سے ہے
نفس اس بدن میں ترے دم سے ہے
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰؓ، سوزِ صدیقؓ دے
جگر سے وہی تیر پھر پار کر
تمنا کو سینوں میں بیدار کر
جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے
میرا عشق میری نظر بخش دے

عزیزانِ گرامی! میں اپنی دعاؤں میں ہمیشہ آپ سب کو یاد رکھتی ہوں، آپ سے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔

بانی امیر محترمؒ کو، تمام رفقاء کو، ہماری موجودہ اور آنے والی نسلوں کو اور امتِ مسلمہ کو دعاؤں میں یاد رکھیں!

حُرمتِ مسجد اقصیٰ اور اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری

شجاع الدین شیخ
امیر تنظیم اسلامی

06 دسمبر 2023ء بروز بدھ کنونشن سینٹر اسلام آباد میں **"حرمتِ مسجد اقصیٰ اور اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری"** کے عنوان سے مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام اور دینی جماعتوں کے قائدین کے مشترکہ قومی اجتماع کا انعقاد ہوا۔ **امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ** نے سفرِ عمرہ کے دوران مدینہ منورہ میں اس قومی اجتماع کے لیے اپنا ویڈیو پیغام ریکارڈ کروایا۔

دعائیہ کلمات کے بعد!

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾﴾ (النساء)

''اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر جو مغلوب بنا دیے گئے ہیں جو دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں نکال اس بستی سے جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنادے اور ہمارے لیے خاص اپنے فضل سے کوئی مددگار بھیج دے۔''

میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس کے فضل و کرم سے یہ عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ دینی اعتبار سے پاکستان کے تمام نمائندہ مکاتبِ فکر کے زعماء و اکابرین موجود ہیں۔ اللہ کی توفیق سے مسجد نبوی ﷺ شریف میں موجود ہوں اور میں منتظمین کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ محفل سجائی اور مجھے موقع دیا کہ کچھ گزارشات پیش کر سکوں۔ اس معاملے کو امت مسلمہ کی ذمہ داری کہیے، مسجد اقصیٰ کی پکار کہیے، قضیہ فلسطین کہیے یا اسرائیل کا ظلم و جبر کہیے جس عنوان سے بھی پکاریں بہر حال اس وقت ایک بڑی آزمائش کا معاملہ غزہ اور فلسطین کے مسلمانوں کے لیے بھی ہے اور میرے اور آپ کے لیے بھی امتحان اور آزمائش کا موقع ہے۔ ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ 75 برس کی تاریخ ہے ظلم ہے، ستم ہے اور جبر ہے۔ بقول قائداعظم کے اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔ آج مسجد اقصیٰ اور مقدس مقامات کی حرمت کی پامالی اور آگے بڑھ کر ہزاروں کی تعداد میں مسلمان بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کی شہادت کا معاملہ ہے۔ امتِ مسلمہ کے بعض علماء جس میں پاکستان کے علماء کرام بھی شامل ہیں فرضیت قتال کا حکم جو شریعت عطا کرتی ہے بیان کر چکے ہیں، لیکن ہمارے مسلمان حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور اس حوالے سے کوئی زیادہ توجہ کا معاملہ نہیں ہوا لہٰذا علماء اس پر مزید راہنمائی فرمائیں۔ فرضیت قتال کے تعلق سے اس ضمن میں سورۃ النساء کی آیت 75 کا حوالہ دیا گیا۔ کمزور، بوڑھے، بچے اور عورتیں اللہ کو پکارتے ہیں کہ اللہ ان ظالموں سے ہمیں نجات عطا فرما دے۔ اگر ہم قرآن کریم کے نصوص کو دیکھیں اور حدیث مبارکہ کو دیکھیں تو مسجد اقصیٰ ہمارے لیے قبلہ اول ہے۔ قبۃ الصخرۃ وہاں پر موجود ہے جہاں سے نبی مکرم ﷺ معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ کے بعد اہم ترین مقام مسجد اقصیٰ ہے جہاں نماز ادا کرنے کا اجر و ثواب بھی احادیث مبارکہ میں سینکڑوں گنا بیان کیا گیا ہے۔ پھر وہیں قبۃ الصخرۃ اور مسجد عمر ؓ بھی موجود ہیں اور عیسائیوں نے القدس شریف تولیت یعنی نگرانی مسلمانوں کے حوالے کر دی تھی۔ اس اعتبار سے یہود کا کوئی "Divine Right" وہاں پر نہیں بنتا بلکہ یہود کو تو معزول کر کے انبیا کرم ﷺ کی امت کو کھڑا کیا گیا اور معراج کی شب نبی مکرم ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی، گویا مسجد اقصیٰ کی تولیت کا معاملہ مسلمانوں کے سپرد کر دیا گیا۔ سیدنا عمر ؓ کے دور میں تو عیسائیوں نے بغیر کسی جنگ کے ارضِ مقدس مسلمانوں کے حوالے کر دی لہٰذا یہود کا یہاں کوئی حق نہیں بنتا ہے۔ ماضی قریب میں ہم نے دیکھا کہ مسلم ممالک بالخصوص کچھ عرب ممالک اسرائیل سے تعلقات استوار کرتے چلے گئے۔ امریکہ کے سامنے جھکتے چلے گئے۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ مسئلہ فلسطین پیچھے رہ گیا اور اقصیٰ کی حرمت کی پامالی بڑھتی چلی گئی۔ ایسے میں 7 اکتوبر 2023ء کو حماس کی طرف سے جو اقدام کیا گیا وہ امت مسلمہ کو جگانے کے اعتبار سے تھا۔ اُمت تو سوئی ہوئی ہے مسجد اقصیٰ کی حرمت کی پامالی کو روکنے کے لیے یہ فرضِ کفایہ ہے جو وہاں کے مجاہدین نے ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، ہاں لندن میں 8 لاکھ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ تماچہ مارتے ہیں مسلمانوں کے منہ پر کہ جن کے ہاں OIC جیسی تنظیم موجود ہے مگر مذمتی بیانات سے آگے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔

دبئی میں ابھی COP-28 ماحولیاتی کانفرنس ہوئی، ہیروشیما اور ناگاساکی پر جو ایٹم بم گرایا گیا تھا اسرائیل نے اُس سے زیادہ بم غزہ پر برسا دیے ہیں، مگر اس حوالے سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مذمتی بیان تو ہم بھی مسجد، گھر اور کانفرنس میں بیٹھ کر دے سکتے ہیں حکمرانوں اور مقتدر طبقات کی ذمہ داری اس سے آگے بڑھ کر بنتی ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ چند دنوں کی جنگ بندی کے بعد جس طرح اسرائیل نے دوبارہ ظلم برپا کیا ہے، پھر سینکڑوں شہادتوں کی اطلاعات موجود ہیں۔ اب بھی ہمارے مسلمان حکمران کہتے ہیں کہ دو ریاستی حل ہونا چاہیے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ غزہ میں ظلم و ستم جاری ہے، مغربی کنارہ جہاں پر ایک نام نہاد اور غیر سرکاری فلسطینی ریاست موجود ہے، محمود عباس جس کے صدر ہیں۔ مغربی کنارے پر بھی اسرائیل کی ظلم اور جبر کی کیفیات بڑھ رہی ہیں گویا دو ریاستی حل کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ OIC کے مینڈیٹ اور چارٹر کو اگر ہم دیکھیں اُس میں فلسطین کی آزادی کا معاملہ موجود ہے، یروشلم اس کا جنرل سیکرٹریٹ ہوگا اور فلسطین کے مسلمانوں کی آزادی اور ان کی حمایت کے لیے مالی اور عسکری تعاون کا بھی ذکر موجود ہے۔ لیکن عسکری تعاون تو دور کی بات ہے آج شاید ہم ان کی مالی امداد کے اعتبار سے بھی مدد نہیں کر پا رہے اور اُمت ایک آواز بلند کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ عالم عرب کے کئی

ممالک کا خیال شاید یہ ہے کہ ہماری باری تو ابھی نہیں آئی یہ تو فلسطین کا معاملہ ہے، حالانکہ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ زبان زد عام ہے۔ اور اسرائیل کے ذمہ داران گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو بالکل واضح کر کے دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نیل سے لے کر فرات تک ہماری سرحدیں ہیں۔ گویا کل کسی اور کی باری آنے والی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ آج بے بسی اور بے حسی کا عالم یہ ہے کہ اُمت کی عوام تو حکمرانوں کی طرف دیکھ رہی ہے، مقتدر طبقات کی طرف دیکھ رہی ہے مگر وہاں مذمتی بیانات سے آگے کوئی بات نہیں۔ ایک اور انداز سے دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا سسک سسک کے شہید ہونا ہی مسلمانوں کا مقدر ہے یا مسلمانوں کو جرأت ایمانی کا ثبوت پیش کر کے توکل علی اللہ کے ساتھ آگے بڑھ کر کوئی آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم درد دل سے مقتدر طبقات کو کہیں گے کہ یہ مملکت خداداد پاکستان جس کے پاس ایٹمی صلاحیت ہے جس کے پاس بہترین میزائل ٹیکنالوجی موجود ہے، بہترین تربیت یافتہ فوج موجود ہے۔ جس ملک کو اُمت مسلمہ کے لیے قائدانہ کردار ادا کرنے کے قائم کیا گیا تھا، وہاں کے وزیر اعظم صاحب بھی OIC کے اجلاس جا کر کہیں کہ غزہ کے اندر قتل غارت گری بند ہونی چاہیے۔ یہ تو آپ کی ذمہ داری نہیں تھی بلکہ اس سے بڑھ کر معاملہ تھا، یہاں مفتیان کرام موجود ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بزرگ مفتی تقی عثمانی صاحب اور مفتی منیب الرحمٰن صاحب یہ ہماری بڑی شخصیات ہیں اللہ ان کا سایہ ہم پر قائم رکھے۔ یہ جو فرضیت قتال والا پہلو ہے فقہی اعتبار سے اس کو حکمرانوں کے سامنے واضح کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ آپ کی آواز ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ مقتدر طبقات تک یہ بات پہنچے، عالمی سطح پر مسلمانوں کے فورمز پر بات پہنچے۔ امریکہ کے ذمہ داران آکر اسرائیل میں کھڑے ہو کر علی الاعلان یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ کھڑے ہیں۔ اور پشت پناہی کرتے ہیں کہ تم آگے بڑھ کر ظلم وستم کرو۔ کیا مسلم ممالک کی لیڈرشپ، چند بڑے ممالک کی ہی سہی مکہ مکرمہ، مصر یا غزہ میں کھڑے ہو کر آواز نہیں بلند کر سکتے؟ اس سے آگے بڑھ کر سفارتی تعلقات کا ختم کیا جانا اور تجارتی تعلقات کا ختم کیا جانا ایک بہت بڑا ذریعہ ہمارے پاس موجود ہے۔

جنوبی افریقہ کے وزیر خارجہ نے تو یہاں تک کہا کہ نیتن یاہو کے خلاف نسل کشی اور جنگی جرائم کا مقدمہ چلنا چاہیے اور اس کو گرفتار کرنا چاہیے، ہمارے اندر شاید جرأت ایمانی موجود نہیں۔ اسرائیل کو جانے والی Air-Space کو بند کرنا، اسی طرح اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا اور تجارتی بائیکاٹ کرنا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جس کے ذریعے ہم اسرائیل کو سبق سکھا سکتے ہیں۔ ہمیں دعا بھی کرنی ہیں، قنوت نازلہ کا اہتمام کرنا ہے، اللہ سے مدد مانگنی ہے، اپنے بچوں میں شوق شہادت پیدا کرنا ہے یہ تو ہمارے کرنے کے کام ہیں۔ لیکن حکمرانوں کی سطح پر لیڈرشپ کو چاہیے کہ وہ آگے بڑھ کر آواز بلند کریں اور طے کریں کہ ہم نے سسک سسک کے مرنا ہے اور اپنے بھائیوں کو شہید ہونے دینا ہے یا پھر اللہ پر توکل کر کے کھڑا ہونے کی کوشش کرنی ہے۔ ابتدا میں سورہ النساء کی آیت 75 کی تلاوت کی گئی۔ علماء کرام اس کی مزید وضاحت فرمائیں، مقتدر طبقات تک بات کو پہچانے کی کوشش کریں۔

آج ذلت اور رسوائی کیوں ہے؟ سنن ابی داؤد میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں، تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم اس وقت بہت ہوں گے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کے مانند ہو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا، تو ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسولؐ! وہن کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے"۔ (سنن ابوداؤد) آج دنیا کی محبت ہمارے دلوں میں بیٹھ گئی ہے، شاید ہمارے حکمرانوں کا یہ خیال کہ ہمیشہ کے لیے جینا ہے، یہ دنیا فانی ہے، مر کر اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے۔

قرآن پاک کی آیت ہے کہ "اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔" (سورہ محمد: 07)

سچی بات یہ ہے کہ ہم نے اللہ کا دین نافذ کر کے نہیں دکھایا اسی لیے ذلت کا شکار ہیں۔ اللہ کے دین کی نصرت کریں گے، اللہ کی مدد شامل حال ہوگی۔ 313 کے ساتھ اللہ تھا تو ایک ہزار کا لشکر نا کام ہوا تھا۔ آج ہم اللہ کے ساتھ مخلص ہوں گے تو اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی مملکت خداداد پاکستان ہم نے لیا ہی اسی لیے تھا کہ یہاں اللہ کا دین غالب ہو۔ دین کے غلبے کی جدوجہد کرنا ہمارا فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے فلسطینی بھائیوں، بہنوں کی مدد فرمائے اور ہمارے حکمرانوں کو عملی اقدامات کرنے اور آواز بلند کرنے کی توفیق دے۔ اور ہمیں اللہ توفیق دے کہ ہم ان تک اپنی بات پہنچا سکیں۔ آمین یارب العالمین!

۞۞۞

ضرورت رشتہ

☆ لاہور (شاہدرہ) کی رہائشی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 24 سال، تعلیم بی کام، پرائیویٹ ملازمت کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0340-4657742

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ بہاول نگر، چشتیاں کے سابقہ مقامی امیر ڈاکٹر محمد جاوید اقبال وفات پا گئے۔

برائے تعزیت، ڈاکٹر اسامہ جاوید

(بیٹا): 0301-8690011

☆ حلقہ سکھر کے مبتدی رفیق محترم محمد ولید کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-7174811

☆ مکتبہ خدام القرآن، لاہور کے کارکن محمد اسامہ کے والد وفات پا گئے۔

☆ مرکز تنظیم اسلامی کے آفس سپروائزر محترم اعجاز انجم کے ماموں وفات پا گئے۔

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے رفیق سہیل نذیر کے بہنوئی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0323-5050890

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

مسئلہ فلسطین قصہ پارینہ بن چکا تھا جسے حماس نے دوبارہ زندہ کیا ہے: ایوب بیگ مرزا

بحیثیت امتی ہم اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم میں کوئی صلاح الدین ایوبیؒ پیدا کرے گا: رضاء الحق

حماس کا اسرائیل پر حملہ تاریخ ساز سنگ میل ہے جو بہت کچھ بدل کر رکھ دے گا: پروفیسر یوسف عرفان

غزہ: قیام امن کا قابل عمل منصوبہ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: غزہ میں جنگ بندی کے دوران قیدیوں کی رہائی کا عمل فلسطینی کاز کے لیے کتنا فائدہ مند ثابت ہو رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسئلہ فلسطین قصہ پارینہ بن چکا تھا۔ اسرائیل کے عرب ممالک کے ساتھ تعلقات گہرے ہو رہے تھے، دوستیاں بڑھ رہی تھیں، اسرائیل کو تسلیم کر لینے کی باتیں ہو رہی تھیں، جبکہ فلسطینی کاز کو تقریباً بھلا ہی دیا گیا تھا جسے 7 اکتوبر کے حماس کے حملے نے دوبارہ زندہ کیا ہے۔ وہ مسلم ممالک اور حکمران جو یورپ کی پشت پناہی میں اسرائیل کے آگے سرینڈر کر رہے تھے وقتی طور پر ہی سہی ان کو بہت زبردست دھچکا حماس نے دیا ہے۔ ان کی یہ بہت بڑی غلط فہمی تھی کہ وہ اگر اسرائیل کے اچھے دوست بن کر رہیں گے تو انہیں کچھ نہیں ہوگا۔ حالانکہ اسرائیل کا ہدف صرف فلسطین یا مسجد اقصیٰ نہیں ہے بلکہ ان کا اصل منصوبہ گریٹر اسرائیل ہے جس میں شام، عراق، کویت، لبنان، اردن مکمل طور پر جب کہ مصر، سعودی عرب اور ترکی کے کچھ علاقے بھی شامل ہیں۔ اگر مسلم ریاستیں یہ سمجھتی ہیں کہ منت ترلے کرنے سے یا Polite ہونے سے وہ گریٹر اسرائیل کے راستے میں حائل ہو جائیں گی تو یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ جہاں تک فلسطینی قیدیوں کی رہائی کا معاملہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا فیصلہ ہوا ہے کہ ایک اسرائیلی قیدی کے بدلے میں تین فلسطینی قیدی رہا کیے جائیں گے۔ حال ہی میں حماس نے کہا ہے کہ اگر اسرائیل ہمارے سارے قیدی چھوڑ دے تو ہم تمام اسرائیلی قیدیوں کو چھوڑ دیں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسرائیل کے پاس کئی ہزار فلسطینی قیدی ہیں۔ لہٰذا یہ ان کی رہائی کا بہت اچھا موقع ہے۔ حماس کے حملے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ اسرائیل نے مظلومیت کا جو لبادہ اوڑھا ہوا تھا وہ پاش پاش ہو گیا ہے اور اس کا اصل مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے آ گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس معاملے میں یورپ بھی سٹپٹا گیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ یورپ میں اسرائیل کے خلاف کتنے بڑے بڑے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ الجزیرہ نے اس میں بہت بڑا رول ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ اسرائیل کا ناقابل شکست ہونے کا جو بھرم تھا وہ بھی پاش پاش ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حماس کا حملہ حماس کے لیے بھی اور عربوں کے لیے بھی بہت فائدہ مند ہو سکتا ہے۔

سوال: اسرائیل اور حماس کے درمیان جاری جنگ میں فلسطینیوں کا جانی اور مالی نقصان تو ہو رہا ہے، غزہ کھنڈر کی صورت بن چکا ہے جبکہ دوسری طرف اسرائیل کا بھی کافی نقصان ہوا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں یہ جنگ اسرائیل کی معیشت کے لیے کتنی نقصان دہ ثابت ہوگی؟

پروفیسر یوسف عرفان: حماس کا اسرائیل پر حملہ تاریخ ساز سنگ میل ہے جو بہت کچھ بدل کر رکھ دے گا۔ فلسطینی تو پہلے بھی مر رہے تھے ان کی خبر تک کسی کو نہیں ہو رہی تھی۔ اب کم از کم دنیا کو یہ تو معلوم ہو رہا ہے کہ ظالم کون ہے۔ اسرائیل کا سافٹ امیج اس حد تک بڑھا دیا گیا تھا کہ اسلام آباد میں ان کا سفارتخانہ قائم کرنے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ابراہیم اکارڈ کے نام پر بغل گیریاں اس حد تک بڑھ گئی تھیں کہ عالم اسلام کا مرکز بھی محفوظ نہ رہا تھا۔ حماس کے حملے نے سارے تار پور بکھیر کر رکھ دیے ہیں۔ اسرائیل کی معیشت، سیاست اور حکومت تینوں لڑکھڑا گئی ہیں۔ وہ پہلے دن سے ہی امریکہ سے مدد مانگنا شروع ہو گیا تھا اور مسلسل مانگ رہا ہے، نہ صرف امریکہ سے بلکہ دیگر حلیف قوتوں سے بھی۔ اس کے ناقابل تسخیر ہونے کا بھرم بھی ٹوٹ چکا ہے۔ اسرائیل نے آس پاس سارے اپنے حمایتی پالے ہوئے تھے، لبنان کے آرمی چیف سمیت پوری حکومت اسرائیل کے ساتھ ہے، مصر کے جنرل سیسی کا تو سب کو پتہ ہے کہ اس کی والدہ یہودن ہے۔ یہاں تک کہ فلسطین کی حکومت بھی حماس کے ساتھ نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ حماس عوامی تحریک ہے۔ اس کی وجہ سے سعودی عرب، شام، عراق سمیت پوری دنیا کے مسلمان جو بے بس تھے ان کو ایک راہ ملی ہے۔ اسرائیل میں خوف کا یہ عالم ہے کہ لوگ اسرائیل چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں کیونکہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ حماس کے مجاہد سرنگوں کے ذریعے کہاں سے ظاہر ہو جائیں گے۔ اسرائیل کو نہ صرف معاشی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی اور انتظامی طور پر دھچکا لگا ہے۔ جو یہ کہا جا رہا تھا کہ اسرائیل پوری دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہے تو جو اسرائیل ایک چھوٹے ہمسائے حماس کو قابو نہیں کر سکتا وہ پوری دنیا پر کیا حکومت کرے گا۔ پوری دنیا میں اس وقت اس کے خلاف غم و غصہ بڑھ رہا ہے، یورپ میں اس کے خلاف عوام نکل رہے ہیں۔ جو بائیڈن نے اسرائیل کی حمایت کی تو اس کے خلاف بھی امریکہ میں جلوس نکل رہے ہیں۔ پھر یہ کہا جا رہا

تھا کہ اسرائیل کا ہر شہری کمانڈو ٹریننگ لیتا ہے۔ حماس نے اسرائیل کے تربیت یافتہ کمانڈو، جرنیل، کرنل، برگیڈیئر قیدی بنا رکھے ہیں، باقی اسرائیل سے بھاگ رہے ہیں تو وہ ساری کمانڈو ٹریننگ کہاں گئی۔ یہ بہت بڑا فرق ہے کہ فلسطینی تو اپنے ایمان، خطۂ زمین اور مسجد اقصیٰ کے لیے جانیں دے رہے ہیں جبکہ دوسری طرف اسرائیلی بھاگ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ امن حماس نے نہیں مانگا بلکہ اسرائیل نے مانگا ہے۔ حماس کے سربراہ کا بیان موجود ہے کہ اسرائیل اگر لڑنا چاہتا ہے تو لڑے، ہم 7 اکتوبر کا واقعہ بار بار دہرا سکتے ہیں۔ اسرائیل نے اپنا اصل چہرہ دنیا کو دکھا دیا ہے، اب وہ اپنا سافٹ امیج بحال نہیں کر سکتا۔ اگرچہ دنیا کا مین سٹریم میڈیا یہود کے قبضے میں ہے لیکن جس طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی آواز دنیا تک پہنچ رہی ہے اسی طرح اور بھی کئی ادارے ہیں جو مظلوم فلسطینیوں کی آواز دنیا تک پہنچا رہے ہیں۔ جنگیں جذبے سے لڑی جاتی ہیں، حماس میں جذبہ بھی ہے صلاحیت بھی ہے۔

سوال: فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیل کا حملہ ڈیڑھ ماہ جاری رہا۔ پھر یہ حالات پیش آئے تو امن کی پکار شروع ہوئی اور مذاکرات ہوئے جن میں قطر اور مصر نے رول ادا کیا، اس کے نتیجے میں عارضی جنگ بندی ہوئی۔ کیا یہ عارضی جنگ بندی مستقل جنگ بندی کی طرف بڑھ سکتی ہے؟

رضاء الحق: ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ جب سے صہیونی وہاں آکر آباد ہوئے ہیں ان کے عزائم یا اہداف میں کوئی تبدیلی آئی ہے یا نہیں۔ ان کا اصل ہدف گریٹر اسرائیل ہے جس کا خواب انہوں نے 1897ء میں دیکھا تھا۔ 1917ء میں بالفور ڈکلیریشن سے اس کا آغاز ہوا اور 1948ء میں یہ ناجائز ریاست قائم کر دی گئی۔ 1967ء کی جنگ میں مزید توسیع کر دی گئی۔ پھر کیمپ ڈیوڈ معاہدہ، اوسلو معاہدہ اور پھر ابراہیم اکارڈ کے نام سے انہوں نے توسیعی منصوبہ جاری رکھا۔ 2017ء میں انہوں نے جیوش نیشن لاء بھی بنا لیا جس کے مطابق اب اسرائیل کی شہریت صرف یہودیوں کے پاس ہوگی۔ جیسا کہ جنرل سیسی نے دو ریاستی حل کی بات کی تو اس کے مطابق بھی جو چھوٹی سی فلسطینی ریاست دی جائے گی وہ بھی فوج کے بغیر ہوگی۔ یہی بات جیوش نیشن لاء میں بھی کی گئی ہے۔ حماس کا حملہ تو 7 اکتوبر 2023ء کو ہوا اس سے قبل بھی صہیونی عزائم واضح تھے۔ نیتن یاہو نے کہا کہ یہ روشنی کے بچوں کی تاریکی کے بچوں کے ساتھ جنگ ہے۔ اسرائیل کے وزیر دفاع نے کہا کہ ہمیں فلسطینیوں کا مکمل صفایا کر دینا چاہیے۔ اسی طرح کے بیانات ان کے مذہبی پیشواؤں کی جانب سے بھی آرہے ہیں۔ اس پوری صورتحال کو سامنے رکھیں تو مستقل جنگ بندی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح کر دیا ہے:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ (المائدہ: 82)

''تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔''

> معروف برطانوی صحافی کو ایک اسرائیلی سفیر نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا مسلم حکمران چاہتے ہیں کہ حماس کا خاتمہ ہو جائے کیونکہ وہ اسرائیل سے دوستانہ تعلقات چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف ان دونوں کا گٹھ جوڑ بھی بالکل واضح ہے۔ دوسری طرف مسلمان ممالک بالخصوص مصر اور قطر کی تو اپنی مصلحتیں ہیں۔ ایک اسرائیلی سفیر کا انٹرویو معروف برطانوی صحافی پیرس مورگن نے کیا اور پوچھا کہ اسرائیل نے غزہ پر جو حملہ کیا ہے اس سے عرب ممالک تو بہت ناراض ہوئے ہوں گے۔ اس نے کہا کہ وہ تو خود چاہتے ہیں کہ حماس کا خاتمہ ہو جائے کیونکہ وہ اسرائیل سے تعلقات اور دوستی چاہتے ہیں اور حماس اس میں رکاوٹ بن گئی ہے۔ بہرحال عارضی یا مستقل جنگ بندی کا سوال تو تب پیدا ہو جب اسرائیل کا ہدف بدل گیا ہو۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ ان کا ہدف گریٹر اسرائیل ہے، وہ ایک بڑی جنگ چاہتے ہیں، وہ مسجد اقصیٰ کو گرا کر تھرڈ ٹمپل بنانا چاہتے ہیں۔ یہ سب تیاریاں وہ اپنے مسایاح کے لیے کر رہے ہیں جس کے متعلق ان کا گمان ہے کہ وہ آکر پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ بہرحال جیسے قرآن میں فرمایا:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ (آل عمران) ''اب انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔''

وہ اپنی چالیں چل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اپنی تدبیر ہے۔ جیسے 7 اکتوبر کے بعد ان کی کئی توقعات کے برعکس نتائج سامنے آرہے ہیں۔

سوال: ایک رائے یہ بھی پائی جاتی ہے کہ دو ریاستی حل فلسطین میں امن قائم کرنے اور آگے بڑھنے کا واحد راستہ ہے آپ کیا اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اگر عدل و انصاف کی بات کی جائے تو فلسطین میں صرف فلسطینی ریاست بننی چاہیے جس میں یہودی اور عیسائی بھی بے شک رہیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جس کا اسلام حکم دیتا ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمان چونکہ زوال پذیر ہیں اس لیے ان کا حق نہیں دیکھا جاتا بلکہ زوال پذیر قوموں سے طاقت کے ذریعے ان کا حق چھین لیا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا میں 57 مسلم ممالک ہیں لیکن ان کا رویہ وہ نہیں ہے جو نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق ایک جسد واحد کا ہونا چاہیے کہ ایک حصہ میں تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ اسرائیلی حکمرانوں کے بیانات یہ ہیں کہ مسلمان بچے سپولیے ہیں ان کا سر کچل دینا چاہیے۔ ایک صہیونی وزیر نے کہا: مسلمان بچے ٹائم بم ہیں لہٰذا ان کو مارنا جنگ کا حصہ ہے۔ جبکہ دوسری طرف مسلم حکمران کہہ رہے ہیں کہ ہم امن، دوستی اور تعلقات کی طرف جا رہے تھے، یہ حماس نے کیا مصیبت ڈال دی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر دو ریاستیں بن بھی جائیں تو کیا وہ امن کے ساتھ رہ سکیں گی۔ کل اگر اسرائیل جنگ مسلط کر دے تو کون فلسطینی ریاست کی مدد کو آئے گا۔ 1967ء کی جنگ میں آزاد ریاستوں کے ساتھ اسرائیل کی جنگ ہوئی تھی تب ان کی مدد کو کون آیا تھا؟ لہٰذا جو زمینی حقائق ہیں ان کے مطابق دو ریاستی حل مناسب نہیں ہے۔ باقی اللہ ہی بہتر جانتا ہے، وہ چاہے تو چیونٹی سے ہاتھی کو مروا دے۔ جیسے حماس نے اسرائیل کو نتھ ڈالی ہوئی لیکن اگر الگ ریاست بن دی گئی تو اسے تباہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

سوال: حماس اور اسرائیل جنگ میں عالمی طاقتیں جو سفارت کاری یا منفی یا مثبت رول ادا کر رہی ہیں وہ کیا ہے؟ خاص طور پر پاکستان، ایران اور افغانستان اس سفارت کاری میں کیا کردار ادا کر رہے ہیں اور امت مسلمہ کے ایک جزو کی حیثیت سے ہمارا موثر کردار کیا ہونا چاہیے؟

پروفیسر یوسف عرفان: پہلی بات تو یہ ہے کہ عالمی سفارت کاری دو ریاستی حل کے لیے ہو رہی ہے لیکن جو دو ریاستی آپشن پہلے سے موجود ہے اس میں بھی محمود عباس

حماس کے ساتھ نہیں کھڑا۔ اسرائیل نے کہا کہ ہم حماس کوختم کیے بغیر جنگ بندی نہیں کریں گے مگر ہانپ اتنا گیا ہے کہ دنیا سے جنگ بندی مانگ رہا ہے کہ ہمارا چہرا بچالو۔ حماس نے جواب دیا کہ ہم اسرائیل کا وجود تسلیم نہیں کریں گے۔ قرآن اور اسوۂ رسول ﷺ سے بھی یہی تعلیم ملتی ہے۔ تاریخ اسلام میں بھی مسجد اقصیٰ کو قبلہ اول مانا گیا ہے۔ جہاں تک ایران، افغانستان اور پاکستان کا تعلق ہے تو ان کی مجبوریاں ہیں۔ ہمیں امریکہ روک لیتا ہے۔ مگر حماس کی جرأت نے پوری دنیا کے نظام کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اگر جنگ بندی ہو بھی جاتی ہے تب بھی حماس اپنی جدوجہد گوریلا وار کی صورت میں جاری رکھے گی۔ ان حالات میں اب اسرائیل کی عرب ممالک کے ساتھ دوستیاں بھی خطرے میں پڑ گئی ہیں کیونکہ عرب عوام اب اسرائیل کو تسلیم نہیں کریں گے۔ اگر یہ جنگ گوریلا وار کی شکل اختیار کرتی ہے تو پھر اردگرد کی حکومتیں بھی تبدیل ہوں گی اور یورپ اور امریکہ کی حکومتیں بھی تبدیل ہوں گی کیونکہ عوام صہیونیوں سے تنگ آگئے ہیں۔ نوم چومسکی جو ایک یہودی دانشور ہے وہ بھی بلبلا رہا ہے کہ اگر مسلمانوں کو اس طرح تنگ کرو گے تو وہ متحد ہو جائیں گے اور اسرائیل کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ تم کتنوں کو مارو گے۔ صورتحال یہ ہے کہ اسرائیل کے جو technical skill کے لوگ ہیں، موساد کے لوگ ہیں یا وزیر دفاع ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا ایک ٹینک 170 ملین ڈالرز سے تیار ہوتا ہے اور مجاہدین کے ایک عام مارٹر سے برباد ہو جاتا ہے۔ وہ حیران ہیں یہ کونسی قوت ہے جو لڑ رہی ہے۔ میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر گوریلا جنگ شروع ہوئی تو دنیا بھر سے جو لوگ صہیونیوں کے خلاف ہیں وہ کھڑے ہوں گے۔ اس گوریلا جنگ کی وجہ سے صہیونیوں کے عالمی ادارے تباہ ہوں گے اور جن ریاستوں کو صہیونیوں نے اپنی رکھیل ریاستیں بنایا ہوا ہے جن میں امریکہ اور جاپان بھی شامل ہیں وہاں کے عوام بھی صہیونیوں کے خلاف باہر نکلیں گے۔ جیسے امریکہ میں عوام نکلی ہے، حماس کے ہاتھوں اسرائیل کی پٹائی ہوئی ہے تو انہیں بھی حوصلہ ملا ہے۔ اسی طرح عالم اسلام کی حکومتوں اور ریاستوں میں جو صہیونی مہرے ہیں وہ بھی بے اثر ہو جائیں گے اور یہ سب تانے بانے ٹوٹیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اب چائنہ بھی میدان میں آئے گا۔ چینی صدر نے جب امریکی صدر سے ملاقات کی ہے تو اس سے پہلے جو چائنہ کا آفیشل نقشہ تھا وہاں سے اسرائیل کا وجود ختم کر دیا گیا تھا۔ یعنی جو ابھرتی ہوئی طاقتیں ہیں وہ اسرائیل کے وجود کو ختم کر رہی ہیں۔ حماس کی جدوجہد سے یہ ساری چیزیں ہوں گی کہ یہودیوں کی ملٹی نیشنل کمپنیز اوران کے عالمی مالیاتی ادارے یہ سب برداشت نہیں کر سکیں گے۔

> **اگر گوریلا جنگ شروع ہوئی تو دنیا بھر سے جو لوگ صہیونیوں کے خلاف ہیں وہ کھڑے ہوں گے۔ صہیونیوں کے عالمی ادارے تباہ ہوں گے اور ان کی رکھیل ریاستیں آزاد ہو جائیں گی۔**

سوال: ارض فلسطین میں قیام امن کے لیے کوئی قابل عمل منصوبہ ہے۔ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ عدل صرف واحد بنیاد ہے امن کی۔ عدل کے علاوہ اگر آپ امن قائم کرنے کی کوشش کریں گے تو وہ ہمیشہ ناپائیدار ہوگا۔ لہٰذا ایک ہی حل ہے کہ عادلانہ طور پر جس کا جو حق ہے وہ اس کو دیا جائے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا۔

ہے خاک فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا

اصل میں حق دیکھنا چاہیے اور جو عادلانہ معاملہ ہے وہ طے کرنا چاہیے۔

پروفیسر یوسف عرفان: بالکل امن عدل سے قائم ہوتا ہے اور عدل کے لیے طاقت کا توازن بھی ضروری ہے۔ مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ خود کو مضبوط اور مستحکم کریں۔ اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے اپنی معیشت کو مستحکم کرنا ہوگا جیسے ملائشیا نے کیا، جیسے ترکی نے کیا۔ ان کی طرح ہمیں ڈالر سے اپنی اکانومی کو delink کرنا پڑے گا۔ دوسرا کام یہ کریں کہ پورے پاکستان میں صنعت کو فروغ دیں۔ سی پیک کے ذریعے ہمیں یہ سہولت حاصل ہے کہ جو پروڈکٹس ہم تیار کریں گے وہ دنیا میں جائے گی۔ اگر ہم باہر سے ہی ہر چیز امپورٹ کرتے رہیں گے تو پھر وہی ہوگا جو ہو رہا ہے۔ اپنے استحکام کے بغیر عدل کی ہم صرف خواہش ہی کر سکتے ہیں۔

رضاء الحق: اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنا بھولا ہوا سبق یاد کرنا ہوگا۔ موجودہ صورتحال یہ ہے جیسے حدیث میں وارد ہوا کہ قرب قیامت میں غیر مسلم مسلمانوں پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گے جیسے کھانے پر دعوت دی جاتی ہے، اس کی بنیادی وجہ وہن کی بیماری بتائی گئی کہ دنیا کی محبت اور موت کا خوف۔ اس بیماری سے چھٹکارا پانے کے لیے بھولا ہوا سبق یاد کرنا چاہیے۔ 1099ء میں جب بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ ہو گیا تھا تو اس وقت بھی مسلمانوں کے اندر یہی بیماری تھی۔ پھر صلاح الدین ایوبیؒ نے قتال کو زندہ کیا اور شہادت کا شوق دلایا تو 1187ء میں قبلہ اول مسلمانوں نے آزاد کروا لیا تھا۔ آج بھی مسلمانوں کو فتح اور کامیابی اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ ہم اپنے اندر دین کا جذبہ پیدا کریں اور بحیثیت مسلمان اُمت کھڑے ہو جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سے وعدہ کیا گیا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصف: 9) ''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر''

رسول اللہ ﷺ کے اس مشن کو پورا کرنا اس امت کی ذمہ داری ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے حوالے سے احادیث میں وعدے موجود ہیں کہ قیامت سے پہلے کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہوگا مگر اس میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے ہم نے خود کو تیار کرنا ہے۔ جب ہم یہ تیاری کریں گے تو ہم میں دوبارہ کوئی صلاح الدین ایوبیؒ پیدا ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(23 نومبر 2023ء)

جمعرات (23-نومبر) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں مکہ مکرمہ سے آن لائن شرکت کی۔ ایک اخبار نے ہندوستان میں اقلیتوں کے مسائل پر تبصرہ مانگا تھا، جو ریکارڈ کرا کر دے دیا تھا۔ گھریلو اسرہ معمول سے بڑھ کر ہو رہا ہے۔ باقی معمول کی مصروفیات جاری ہیں۔

نائب امیر سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

یہودی ریاست کی قیمت!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

غزہ میں وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں جو جہنم زار بنا، ردِعمل میں دنیا کا ہر کونا آزادیٔ فلسطین کے لیے اور قتلِ عام کے خلاف چیخ اُٹھا۔ یو این کے ہر ادارے کا عملہ انسانی حقوق کی این جی اوز، ہالی ووڈ تک ہڑبڑا اُٹھے۔ اسرائیل نے شرمساری سے جنگ بندی قبول کی؟ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا تھا اس لیے؟ ہرگز نہیں! یہ صرف 'یعنی آگے چلیں گے دم لے کر' کا وقفہ تھا۔ (یا بلنکن کے ساتھ چائے کا وقفہ!) کچھ یرغمالی واپس لے آئے۔ اسرائیلیوں کا دل بہلا دیا اور اندرونی دباؤ میں کچھ کمی آئی۔ بمباری کا تازہ مرحلہ پہلے سے شدید تر ہے۔ تنگ پٹی غزہ جیل میں دنیا کی گنجان ترین آبادی (23 لاکھ) نکل کر کہاں جائے؟ اسرائیل کو اس سے غرض نہیں۔ جنوب محفوظ قرار دیا تھا، اب وہی 'حماس' کا نام لے کر کھنڈر کیا جا رہا ہے۔ مغربی کنارے پر بھی پوری شدت سے آپریشن جاری ہے۔ فلسطینی آبادی کا تقریباً 50 فیصد 15 سال سے کم عمر ہے۔ بچے اس دوسرے مرحلے میں زیادہ نشانے پر ہیں۔ جیسے مغربی کنارے میں سڑک پر کھیلتے 8 سال اور 15 سال کے بچوں کو بلا سبب، بلا اشتعال گولیاں مار کر لمحوں میں ڈھیر کر دیا..... ننھے شہید کے دو بھائی بے قرار ہو کر دونوں بیک وقت دیوانہ وار اس کے ہاتھ پاؤں چوم رہے ہیں۔ روتے جاتے کہتے ہیں: مجھے میرے بھائی کے ساتھ دفن کر دو۔ ہسپتال کے تنگ بستر پر اوپر تلے تین زخمی بچے ہیں، ہر طرف بچے جلے ہوئے پھول چہرے، بچے ہی بچے۔ ایک بینچ پر کئی بچوں کے ہمراہ بیٹھا ایک بلک بلک کر پوچھ رہا ہے: 'مگر ہم تو بچے ہیں، ہمیں کیوں مار رہے ہیں؟' اس سوال کا جواب وہ ہے جو ایک یو این اہلکار نے دوبارہ جنگ شروع ہونے پر کہا: 'وہ جو طاقتور اور حکمران ہیں انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ بچوں کا قتل دوبارہ شروع کیا جائے!' لگتا ہے وقفے میں بچوں کے مقامات کی نشاندہی کر کے اب ہدفی بمباری ہے جو بچوں بھرا منظر ہر طرف ہے۔ برطانوی جریمی کوربن (ایم پی) نے وقفے کی وجہ یہ کہی کہ '(اسرائیل نے) غزہ والوں کو 7 دن دیئے کہ اپنے مرنے والوں کو رو لو، ملبے میں دبے تلاش کر لو۔ اب وہ (مزید) اجتماعی سزا بھگتیں گے۔ تازہ بمباری کی ہولناکی، فاقے اور بھوک!'

کہانیاں لامتناہی ہیں۔ صرف آج نہیں غزہ میں مقید کرنے سے پہلے بھی 1948ء تک جاتی ہیں۔ السمونی خاندان؛ الاقصیٰ ہسپتال میں مہاجر کیمپ کے ٹینٹ میں 36 عورتیں بچے ٹھنسے ہوئے ہیں، 4 کمبل ہیں مشترکہ استعمال کے لیے!! جنوبی مشرقی غزہ میں 17 ایکڑ زمین پر کاشت کرتا تھا یہ خاندان۔ اسرائیلی فوج کی محفوظ راستے کی پیش کش پر چل دیئے اور لٹ گئے۔ تین بیٹے چیک پوسٹ پر، 24 سال، 16 سال اور بڑا بیٹا 6 بچوں کا باپ گرفتار کیے! انہیں خبر یہ زندہ ہیں یا مار دیئے، آنسوؤں دعاؤں کے سوا کیا ہے؟ اس سے پہلے 2008ء، 2009ء میں اسرائیلی فوج اسی خاندان کے 48 افراد مار چکی، سب کو ایک گھر میں اکٹھا ہونے کو کہا اور پھر میزائل برسا دیئے۔ ریڈ کراس کو 3 دن بعد اندر جانے کی اجازت ملی تو 13 زخمی بشمول آٹھ بچے بلا خوراک پانی، اپنے والدین اور عزیزوں کے لاشوں کے بیچ تھے! اُن میں سے ایک آج دربدر ہونے والی اس خاتون کے شوہر تھے۔ بیٹی امل نے بتایا کہ وہ سرد جنوری کی صبح تھی جب 100 اسرائیلی فوجیوں نے چھاپہ مارا۔ گھر کے دروازے پر گرنیڈ مارا۔ دھواں بھر گیا۔ فوجیوں نے گھر کے سربراہ کو پکارا، باپ باہر گیا تو انہوں نے آنکھوں کے درمیان اور سینے میں گولیاں ماریں، پھر پورے جسم کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ باپ نے بچوں کو سکھایا تھا کہ عبرانی میں کہیں کہ ''ہم بچے ہیں'' مگر وہ نہ جانتا تھا کہ بچے ہی تو نشانے پر تھے۔ سو 4 سالہ بھائی کو دو مرتبہ سر اور سینے میں مارا اور خون میں نہلا کر مرنے کو چھوڑ دیا۔ امل اور دوسرے بھائی کو گولی لگی۔ فوجیوں نے گھر کے ایک حصے میں آگ لگا دی! اور اب ٹوٹا بکھرا خاندان مردوں کے بغیر بے گھر ہے!

نارمل دنیا کے انسان اسرائیل کی ڈھٹائی، بے حیائی اور ظلم کی یہ انتہا سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مظاہروں سے دھرتی تھرا اٹھی، مگر اسرائیل کے کان پر جوں نہ رینگی۔ مغربی لیڈر بھی موقف میں اٹل رہے۔ اندرونِ خانہ، راز کیا ہے؟ 'وہ' ہنس دیئے 'وہ' چپ رہے، منظور تھا پردہ ترا! ہم وہ پردے اٹھا دیتے ہیں۔ 25 جولائی 2014ء میں چلئے۔ ایک تصویر ہے 18 دن محیط بے محابہ بمباری کی۔ اس میں خان یونس میں ابو جامی خاندان کے گھر پر بمباری سے 25 افراد کی شہادت پر نمازِ جنازہ ہو رہی ہے، کم و بیش ایک درجن بچے تھے۔ اس تصویر پر تبصرہ یہی تھا کہ غزہ سے جتنی بھی خوفناک تصاویر باہر جائیں، اسرائیل پوری ڈھٹائی سے انکار کرتا ہے کہ اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ یہودی ریاست کی بقا کی قیمت ہے جو چکانی پڑے گی۔ (علی ابو نعمہ، دی الیکٹرانک انتفاضہ، 25 جولائی 2014ء) اس ریاست کی بنیاد ہی جھوٹ، فریب، استعماریت، جس کی لاٹھی اس کی بھینس فارمولے پر ہے۔ جو بھینس کی طرف قدم بڑھائے، لاٹھی اس کے پرزے اُڑا دے گی۔ 2005ء میں اسرائیل نے غزہ سے 7 ہزار یہودی آبادکار نکال لیے، غزہ کو آزاد کرنے کے لیے نہیں۔ صرف اس لیے کہ اسرائیلی افواج کو اندر سے باہر باڑ پر منتقل کر دیں اور غزہ ایک مکمل محاصرے میں ٹھنسی گنجان ترین آبادی ہو جس کا مکمل دم گھونٹ کر رکھا جائے۔

اندر جانے والا پانی کا ہر گھونٹ اور روٹی کا ہر لقمہ اسرائیل کی مکمل چوکیداری میں ہو۔ فلسطینی اقلیتی، پسماندہ، غربت زدہ غلامی کی سطح پر (Towns Shanty Ghettos,) رہیں، کیونکہ غزہ اگر اسرائیل کا حصہ ہوتا تو یہودی اقلیت بن کر رہ جاتے۔ بات صرف اہلِ غزہ کو قید کرنے کی نہ تھی، مسلسل وقفے وقفے سے غزہ پر بمباریاں کر کے آبادی کم کرنے کی باضابطہ پالیسی تھی۔ 2008-2009ء میں 23 دن بمباری میں 1400 فلسطینی شہید اور 13 اسرائیلی مرے۔ 2012ء میں 8 روزہ جنگ میں 1166 فلسطینی شہید ہوئے۔ 2014ء میں 50 روزہ بمباری میں 2100 فلسطینی شہید اور 67 اسرائیلی فوجی مرے۔ 2018ء میں باڑ پر احتجاجوں میں 170 شہید ہوئے۔ 2021ء میں 260 فلسطینی شہید، 13 اسرائیلی مارے گئے۔ 2022ء میں 23 فلسطینی شہید ہوئے۔ حالیہ جنگ کا پس منظر آپ کو اس پالیسی کے ماسٹر مائنڈ پروفیسر ارنون سوفر جو حیفہ یونیورسٹی کا ماہر آبادیات ہے، کے برملا سفاکانہ انٹرویو میں دکھائی دیتا ہے جو اُس نے 2004ء اور 2007ء میں دیے۔ یروشلم پوسٹ میں اس نے غزہ کا جو خوفناک مستقبل دکھایا تھا، وہ آج ہم نیتن یاہو کے ہاتھوں حقیقت کا روپ دھارتے دیکھ رہے ہیں۔ امریکا اور برطانیہ بالخصوص اس قتلِ عام میں

ہے

ارنون نے کہا تھا کہ غزہ میں مقید فلسطینی، 2.5 ملین بنیاد پرست، اسلام کے ساتھ بہت بڑے جانور بن جائیں گے۔ سرحدوں پر بے پناہ دباؤ اور جنگ ہوگی۔ چنانچہ اگر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں انہیں قتل کرنا ہوگا، قتل کرنا ہوگا، قتل کرنا ہوگا ہر دن، ہر روز۔ اس نے کہا اگر ہم انہیں قتل نہیں کریں گے تو ہم ختم ہو جائیں گے۔ ہر اس فلسطینی کے سر میں گولی مار دو جو باڑ پھلانگ کر آنا چاہتا ہے۔ 2004ء میں کہا: احمق! یہ (ان کی) آبادی اور یہود دشمنی کا مسئلہ ہے۔ یہ وہ ہیں جو غربت میں پاگلوں کی طرح (آبادی میں) بڑھتے رہتے ہیں۔ اسرائیلی عربوں کی آبادی کا بڑھنا، اس کی دکھتی رگ تھی۔ وہ پروفیسر ایمریطس (کبھی نہ ریٹائر ہونے والا) یہ زہر نسلوں، حکومتی اداروں میں اعلیٰ ترین سطح تک پھیلاتا رہا۔ 'سوفر' کے معنی عبرانی میں 'شمار کرنے والا' ہیں۔ سو وہ 'عرب شماری' کرنے والا کہلاتا تھا۔ اس کے مطابق اسرائیلی جمہوریت کو سب سے بڑا خطرہ فلسطینی عورت کے 'رحم' (Womb) سے ہے۔ یہ زبان و بیان اور تربیت ہر اسرائیلی کی نفسیات میں اُترتی ہے۔ عیلات شاکیڈ، اسرائیلی قانون ساز کہتا ہے: غزہ کی ماؤں کا قتل ضروری ہے کیونکہ وہ چھوٹے سانپوں کو جنم دیتی ہیں اور انہیں کسی ناموافق نتیجہ کا سامنا نہیں ہوتا۔ (یعنی معاشرہ انہیں سراہتا اور احترام دیتا ہے۔) لہٰذا یہ راز ہے سارا زور عورتوں بچوں خاندانوں کو ختم کرنے کے لیے رہائشی یونٹوں، ہسپتالوں، نوزائیدہ بچوں پر بمباری اور شقاوت قلبی اور سفاکیت کا۔

اسرائیلی فوجی بچوں، عورتوں کے مرنے پر قہقہے لگاتے، گٹار بجاتے، اظہارِ مسرت کرتے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ارنون کا کہنا تھا 'فلسطینیوں کا قتل عام یہودی ریاست کی قیمت ہے'۔ نیز یہ کہ جو (اجتماعی قتل) پالیسی اس نے دی ہے وہ 'امن' کی ضمانت نہیں دیتی۔ صہیونی، اکثریت یہودی آبادی والی ریاست کی ضمانت دیتی ہے۔ اس کا یہ بھی گمان تھا کہ فلسطینی خود ہی نکل جائیں گے اس سرزمین سے۔ کہتا تھا 'امن' کا لفظ سننا نہیں چاہتا۔ یہ غلیظ لفظ (امن) مسلمانوں کا ہے اور میرے پاس مسلمان کے لیے قوت برداشت نہیں۔ یہی حقیقت مغربی حکمرانوں کی ہے۔ فرانس کو الجزائر میں دیکھ لیں اور سبھی استعماریوں کی تاریخ پڑھ لیں۔

گوشۂ انسدادِ سود

(گزشتہ سے پیوستہ)

بالآخر الحمدللہ کہ 28 اپریل 2022ء کو فیڈرل شریعت کورٹ نے 2002ء کے فیصلے کی ریمانڈ ججمنٹ کے نتیجہ میں ہر قسم کے سودی لین دین کو حرام قرار دے کر اتمام حجت کر دی۔ اللہ تعالیٰ وفاقی شرعی عدالت کے بنچ کے 3 ججوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اگرچہ سودی نظام سے مکمل خاتمہ اور ملک کے معاشی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق مکمل طور پر مدون کرنے کے لیے عدالت نے حکومتِ پاکستان کو 31 دسمبر 2027ء یعنی 5 سال کا وقت دیا ہے۔ ہم دیانتداری سے سمجھتے ہیں کہ اگر پاکستان کی موجودہ اور آنے والی حکومتیں اور تمام متعلقہ ریاستی ادارے اس فیصلے کی اصل روح کے مطابق اس پر صدق دل سے من وعن عمل درآمد کرنے کی کوشش کریں تو اس سے ہمارے ملک کی قسمت بدل سکتی ہے۔ عدالت کی طرف سے دیے گئے درجہ بدرجہ سودی معیشت کے خاتمہ اور متبادل غیر سودی اور اسلامی اصولوں پر مبنی معاشی نظام کے قیام کے نتیجہ میں پاکستان کی معاشی سمت درست ہوسکتی ہے۔ ہم اللہ اور رسول ﷺ سے جاری جنگ کا فی الفور خاتمہ کریں تا کہ اللہ کی نعمتیں اور رحمتیں ہمارے ملک پر نازل ہوں۔ ہم دنیا میں بھی کامیاب ہو سکیں اور اہم ترین بات یہ کہ اُخروی نجات کے بھی امیدوار بن جائیں۔

بحوالہ: اداریہ ندائے خلافت، شمارہ نمبر: 07،13 تا 19 رجب المرجب 1443ھ/ 15 تا 21 فروری

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 594 دن گزر چکے!

تنظیمی سرگرمی رپورٹ

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام ضلع لکی مروت میں دعوتی پروگرام

امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی 11 نومبر، 2023ء بروزِ ہفتہ ضلع لکی مروت کے دورے پر گئے۔ اس موقع پر امیر مقامی تنظیم مردان محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود، نقیب اسرہ نوشہرہ محترم حبیب الرحمٰن، اور امیر مقامی تنظیم بیبوڑ محترم حسین احمد بھی ان کے ہمراہ تھے۔ رات لکی مروت میں گزاری اور اگلے دن صبح 9 بجے ایک دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا۔ جس سے محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود، محترم حبیب الرحمٰن اور محترم حسین احمد نے خطاب کیا۔ ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ محترم حبیب الرحمٰن کا موضوع ''اقامتِ دین اور ہمارے کرنے کے کام'' جبکہ محترم حسین احمد کے خطاب کا عنوان ''مسلمانوں پر آنے والے حالات اور ان کے کرنے کے کام'' تھا۔

یہ پروگرام صبح 9 بجے شروع ہوا اور دوپہر 12 بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس دعوتی پروگرام میں 13 علمائے کرام کے علاوہ لکی مروت اور اس کے قُرب وجوار کے رفقاء، احباب اور دینی حلقوں سے تعلق رکھنے والے دیگر افراد نے شرکت کی۔ شرکاء کی کل تعداد 63 تھی۔ پروگرام کے آخر میں شرکاء میں دعوتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

پروگرام کے بعد رفیق محترم ڈاکٹر کفایت اللہ نے آنے والے مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا تھا جس میں محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے تنظیم کی فکر کے ضمن میں گفتگو کی اور پروگرام کا خلاصہ بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو۔

(للہ شا)

it is only the justice of the divine revealed Islamic Law that will bring true world peace; and this is the way of the Prophets *(AS)*.

When Abu Sufyan was in front of Heraclius, he was asked about who were the ones who follow the Prophet Muhammad *(SAAW)*; Abu Sufyan answered: "The lowest of society, the shepherds and former slaves"; but it turned out that those were the very people who made Islam great, who made the Ummah honored. So, if you believe you are weak and insignificant, remember those people who seemed weak and insignificant too, but that made Islam great and proclaimed Allah (the Greatest) *(SWT)* to be The Greatest above all that exists.

And if we can alter this attitude of low self-esteem that is unfortunately prevalent, and that was caused by the divide and conquer strategy of colonialism; I believe this Ummah can finally wake up and realize the strength it has as One Ummah, and finally understand why it's been under such severe suppression, perpetrated by so-called Muslim leaders, governments and elites, though truly hypocrites who are terrified that the promise of Allah *(SWT)* must and will come to pass, and that Muslims will finally realize their power as a united Ummah. When we understand that the outcome belongs only to Allah *(SWT)*, and decide to start striving and trusting that Allah (The Most High) *(SWT)* will bring about the best of what is to be.

The Prophet Muhammad *(SAAW)* is remembered in history by the impact he left, and that was carried on by his companions who took Islam to the four corners of the then known world. He struggled without a need to see the outcome, just as we don't need to see the outcome of our struggle. What is needed is to strive relentlessly and build the bases on which the outcome might be achieved. We, Muslims, are not a people who say "we've done it", no, for all riches and praises in this world pale before The One to whom all riches and praises belong.

We are the ones who say "Allah, I'm only a traveler in this *dunya,* I've seen of Your Goodness and I've seen evil, and by your orders I'm doing what I can within my given powers to try to rectify it, because I'm just a passerby and I want to live forever in Your Gardens, that's where I want to be, near You. So, I strive today, because I know that by standing against injustice and oppression; I'll please You, and be near You and see You on That Day!"

So realize where you are and deploy your powers, and based on that, leave the outcome to Allah (The Just) *(SWT)*, for you don't know what he will decide, and that's why our blessed Prophet Muhammad *(SAAW)* said that *Surah Hud* had given him gray hairs, because in it, Allah *(SWT)* gives examples of Prophets *(AS)* who could not convince their people, and he *(SAAW)* was anxious about his people being saved, but for that we ought to do our sincere best, and know that the outcome belongs to Allah *(SWT)* alone.

May Allah *(SWT)* bless our beloved Prophet Muhammad *(SAAW)*, his purified family *(RA)* and righteous companions *(RA)*.

The Outcome Belongs To Allah *(SWT)*

Sheikh Yusuf Ibn Adam

"... Allah will not change the condition of a people until they change what is in their hearts." (Surah Ar-Ra'd 13:11)

Victory always belongs to Allah *(SWT)*, and he who seeks glory, let him know All Glory belongs to Allah *(SWT)*. No one will share in it, for victory belongs to Allah (The Almighty) *(SWT)* alone; but the struggle is ours, and the choice to struggle is ours, and the question everyone should ask is "what can I do within my capacity to strive?"

When one asks this question, the answer becomes abundantly clear, and that's why the Zionists have lost the favor of the public opinion; because the ordinary Muslim woke up and decided to ruin their algorithm and make the Palestinian content reach other world citizens, who no longer believe in the pro-Israel narrative. Because now all can see what the Zionists are doing in Gaza, the monopoly of information has been broken, and the perception informed by the counter narrative has the power to influence the course of events. NGOs like Human Rights Watch and Amnesty International were made to call Israel (the Zionist entity) an apartheid regime, and apartheid had to be mentioned even at the United Nations, as useless as it is. And for the first time in 75 years, the Zionist sponsored US Congress had to mention it too.

These were, so far, some of the results of seemingly insignificant Muslim online efforts, but not so insignificant. Now it's time for supporters outside of the fold of Islam, who have been protesting in all major world capitals, to realize the issue is all about Islam and not a struggle for a secular political agenda of left-wing ideologies. For example: calling for human rights, civil rights of minorities, or separating groups based on the Marxist cliche of class identities. Only Shariah is the real solution, and its implementation is Allah's *(SWT)* right.

It's time to call for Islamic Law to be implemented as a real solution, and the abolishment of the hypocrisy of democracy must become the theme of this moment. Calls for democratic continuity ought to be seen as more of the same; a nasty alliance of criminals, a reason for shame and a sign of betrayal to real human values, which are to be taken from the guidance of Divine Revelation and not pseudo-philosophers blinded by atheism and worldliness. It is time to stop apologizing for Islam and its Divine Law, and validating the claim of secular societies that Islam is backward and dated. Know well: It is from The Creator of the heavens and the earth, and its Truth is absolute.

Muslims ought to be proud of what was revealed by Allah *(SWT)* to the last and true Prophet Muhammad *(SAAW)*, and be uncompromising in their certainty and affirmation that only Islam will bring justice, for

Vol: 32 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore